بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

مسلسل اشاعت کے 61 سال

مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ: 6 | جون 2024ء

جلد: ۲۸ | ذوالحج ۱۴۴۵ھ

ماہنامہ لولاک ملتان

Email:
khatmenubuwwat@ymail.com

عزت مآب جناب چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ صاحب کے نام کھلا خط

عید الاضحی کے موقع پر پیش آنے والے قربانی کے چند مسائل

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

ماہنامہ لولاک ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ: ۶ جلد: ۲۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

عزت مآب جناب چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ صاحب کے نام کھلا خط	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات و مضامین

اے رسول امیں ﷺ، خاتم المرسلیں ﷺ (نعت شریف)	سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	08
عیدالاضحیٰ کے موقع پر پیش آنے والے قربانی کے چند مسائل	مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	09
اسلامی سلطنتوں اور خلافتوں پر ایک نظر	سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ	15
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	18
تعارف مجموعہ کتب عقیدہ حیات النبی ﷺ	// //	20

شخصیات

آہ! مولانا احمد میاں حمادی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا اللہ وسایا	23
مولانا محمد ادریس چنیوٹی کا وصال	// //	25
مولانا محمد عارف چنیوٹی کا وصال	// //	25
مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کا وصال	// //	26
مولانا عبدالغفور حقانی کا وصال	// //	29
آہ! مولانا غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ جھنگ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	31

ردقادیانیت

محاسبہ قادیانیت جلد ۳۲ کا دیباچہ	مولانا اللہ وسایا	33
قادیانیوں سے چند سوالات	مولانا عتیق الرحمٰن	41
مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول (قسط:2)	غلام الثقلین ایڈیٹر اخبار عصر جدید	43
قادیانیوں کی قانونی و دینی حیثیت (قسط:11)	جناب رفیق گوریجہ ملتان	48

متفرقات

واہ نومسلم بوڑھی اماں تیرے قابل رشک نصیب!	مولانا مسعود خوشابی	53
تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

عزت مآب جناب چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ صاحب کے نام کھلا خط!

بخدمت عالی جناب ذی المجد والاحترام قاضی فائز عیسیٰ صاحب

چیف جسٹس آف پاکستان، اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　　　احترامات فائقہ کے ساتھ!

بصد عزت واحترام گزارش ہے کہ محض اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی پاسبانی اور غلامی کے حق کی ادائیگی کے لئے چند کھلی گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے محض پاکستان کے استحکام اور طے شدہ امور کو متنازعہ بنانے کے عمل کو روکنے کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں، جو کچھ عرض کروں گا حق تعالیٰ علیم وخبیر کو گواہ بناتا ہوں کہ خیر کے جذبہ سے عرض کروں گا۔ اس میں میرے ذاتی کسی بھی مفاد کو کوئی دخل نہیں۔

۱...... آپ کے اس منصب کو سنبھالنے سے پہلے یہ بات گردش کررہی تھی کہ آپ کی غامدی صاحب کے حلقہ کے حضرات سے تعلق وشناسائی ہے۔

۲...... جناب عمار ناصر صاحب نے بڑی شدومد سے بہت پہلے کہنا شروع کردیا کہ قادیانی اپنے کو غیر مسلم تسلیم نہ کرکے، چاہے آئین کی بغاوت واہانت کے مجرم ہوں ان کو اقلیتوں کے حقوق تب بھی ملنے چاہئیں اور وہ اپنی چاردیواری میں آئین پاکستان وقانون کے علی الرغم اپنے کفر کو اسلام کے نام پر پیش کریں۔ قادیانیت کو اسلام اور اسلام کو کفر قرار دیں ان کو یہ حق ملنا چاہئے۔ اس کے لئے مسلمانوں کو عدالت جانے کے مشورے دیئے جو ریکارڈ پر ہیں۔

۳...... قادیانی ملزم کی ضمانت کے کیس میں آپ کے ساتھ بینچ کے ایک رکن نے آپ کی موجودگی میں فرمایا کہ قادیانی خود کو غیر مسلم نہیں مانتے تو کیا سب کو گرفتار کرلیں۔ اس رولنگ میں گویا لائسنس مہیا کیا جارہا ہے کہ قانون وآئین اور عدالت عظمیٰ کو قادیانی نہیں مانتے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ کاش سوچ لیا جاتا کہ قانون کے نہ ماننے والوں کو قانون کا پابند بنانے کی بجائے قانون کی حکمرانی اور رٹ قائم کرنے کی بجائے انہیں کیا راہ دکھلائی جارہی ہے۔ اگر متذکرہ بالا بیان کردہ خدشات کے تناظر میں اسے دیکھیں تو معاملہ سنجیدگی سے غور کرنے کا متقاضی ہے۔

۴...... ۶؍فروری ۲۰۲۴ء کے فیصلہ میں غیر متعلقہ باتوں کو شامل کیا گیا۔

۵...... بعد میں ۲۲؍فروری کو سپریم کورٹ نے پریس ریلیز کے ذریعہ اس فیصلہ کی وضاحت دی۔ پریس ریلیز کی وضاحت اور فیصلہ کے لب ولہجہ، اغراض ومقاصد میں زمین وآسمان سے زیادہ تفاوت ہے۔ یہی بات فیصلہ کے وقت سامنے رکھی جاتی تو پوری پاکستانی مسلم قوم کبھی اضطراب میں مبتلا نہ ہوتی۔

۶...... ۲۲؍فروری ۲۰۲۴ء کے پریس ریلیز میں کہا گیا چیف جسٹس صاحب اپنے فیصلوں میں قرآن وسنت اور خلفائے راشدین کے فیصلوں سے استدلال کرتے ہیں۔ آپ کے زیر سایہ اس ملک کا ایک مسکین باشندہ (راقم) آپ سے سوال کرسکتا ہے کہ سیدنا عمرؓ تو قرآن مجید یاد کرنے والوں کو سرکاری سطح پر وظائف دے کر حفظ قرآن کی ترغیب دیتے اور آپ نے پہلے حکومت کی طرف سے ملنے والے حفظ قرآن کے اضافی نمبرات کو اڑا دیا۔ کہیں یہ غامدی صاحب کے اس نظریہ کا اثر تو نہیں کہ مملکت کا مذہب سے کوئی رشتہ نہیں۔

۷...... پھر پنجاب حکومت کی طرف سے ریویو کی درخواست، اس پر بینچ کی تشکیل ۲۶؍فروری کی ساعت میں کھلے عام ہر ایک کو فریق بننے کی دعوت دی اور ۱۰؍اداروں سے رائے مانگی گئی۔ اس میں ’’المورد‘‘ کو بھی شامل کر دیا گیا۔ جو قرارداد مقاصد، قومی اسمبلی کے قادیانیوں کے متعلق فیصلہ اور پاکستان کے اسلامی مملکت ہونے کے انکاری ہیں۔ ان کو اس میں شامل کرنا اور جامعہ امدادیہ کے ایک مفتی صاحب کی غامدی نظریات سے وابستگی کے پس منظر میں بھی اس ادارہ کو شامل کرنا عوام میں زیر بحث آئے۔

۸...... عالی جاہ! بہت ہی ادب سے درخواست ہے کہ ڈاکٹر مشتاق صاحب کی اسلامی یونیورسٹی سے فراغت، آپ کا ان کو اپنے زیر سایہ لینا، ڈاکٹر صاحب کی نظریاتی وابستگی کے ساتھ ان امور کو عام طور پر جو زیر بحث ہیں۔ اس تناظر میں سب کچھ دیکھا جارہا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مبینہ تاثرات آپ کے علم میں نہ ہوں۔ محض آپ کی خیرخواہی کے لئے عرض ہے کہ طے شدہ امور کو متنازعہ بنانے کے لئے کیا کیا عوامل اور آراء کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ اس سے تو جسٹس منیر کے زمانہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ جس کے متعلق جناب حمید نظامی نے غیر ملکی دورہ سے واپسی پر آغا شورش کو کہا تھا کہ منیر نے اپنے فیصلہ میں یہ لکھ کر کہ: ’’علماء مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں‘‘ ایسی دستاویز اسلام کے خلاف مغربی لوگوں کو مہیا کر دی ہے جسے وہ خطرناک ہتھیار کے طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

حالانکہ صدیوں سے علم الکلام کی تمام کتابوں میں مسلمان کی تعریف موجود ہے۔ جسے ہر عالم جانتا ہے ’’**تصدیق الرسول بما جاء به وعلم مجيئه بالضرورة**‘‘ قرآن وسنت کے علوم کی روشنی میں اتنی جامع مانع تعریف کہ اسے صدیاں بیت گئیں کوئی چیلنج نہیں کرسکا۔

قومی اسمبلی میں طے ہوا کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا، پاکستان اسلامیہ جمہوریہ مملکت ہوگی۔ اس کا صدر مسلمان ہوگا۔ اب مطالبہ ہوا کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے۔ کوثر نیازی صاحب مرحوم نے جناب بھٹو صاحب سے جسٹس منیر کا اگلا ہوا نوالہ چبا کر کہا کہ مسلمان کی تعریف علماء پیش نہیں کر سکتے۔ جناب بھٹو صاحب نے تعریف مانگی۔ مولانا عبدالحق نے دو سطری تعریف لکھی اور حضرت مفتی محمود کو پکڑا دی تو انہوں نے اسمبلی کے فلور پر پیش کی۔ حضرت شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد نے تائید کی۔ پانچ منٹ میں مسلمان کی تعریف آئین کا حصہ بننے کی کارروائی مکمل ہوگئی۔ آئین میں طے شدہ امر کو آئین کی پاسبانی کا حلف اٹھانے والی سب سے بڑی قابل احترام شخصیت پھر دہرائے۔ فرمائیں کہ اس سے پاکستانی قوم کیا سمجھے؟

۹...... ۲۶؍فروری ۲۰۲۴ء کی تاریخ کو دعوت دی گئی کہ جو چاہے ریویو میں فریق بنے۔ ۲۸؍مارچ کو فرمایا کہ سوائے مدعی، ملزم یا حکومت کے کوئی فریق نہیں بن سکتا۔ جنہوں نے فریق بننے کی درخواستیں دی ہیں وہ تحریری بیان جمع کرائیں۔ قبلہ! اگر کوئی فریق نہیں بن سکتا تو ۲۶؍فروری کو یہ رعایت کیوں دی گئی اور اگر رعایت دی تو اب ان کو سنتے کیوں نہیں؟ یہی شکوہ تو ۶؍فروری کو بھی پیدا ہوا۔ جب مدعی کے وکیل کی سرزنش ہوئی۔ انہیں نہیں سنا گیا۔ موبائل، کیمرہ، لیپ ٹاپ سے مسلح غیر ملکیوں کی فوج کے سامنے یہ سب کچھ ہونے کی داستانیں دہرائی جارہی ہیں۔ شاید آپ کے علم میں نہ ہو لیکن جو کہا جارہا ہے وہ یہی ہے۔

۱۰...... سپریم کورٹ نے یہ بھی فرمایا کہ فلاں نااہل، اس سپریم کورٹ نے اسی مجرم کو کوثر و تسنیم سے نہلا کر پہلے نمبر کا پاکباز بنا دیا۔

سپریم کورٹ نے وزیراعظم کو پھانسی دی۔ اس سپریم کورٹ نے اس فیصلہ کو غیر منصفانہ کہا۔ کہیں یہ تو نہیں کہ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق فیصلہ جات قانون سازی اور اب پھر...... اس سے روح پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔

۱۱...... ۲۶؍فروری کو جن اداروں سے رائے مانگی تھی۔ غامدی ازم کو چھوڑ کر تمام اداروں نے متفقہ طور پر ۶؍فروری کے فیصلہ کو یک قلم مسترد کر دیا۔ آپ نے ۲۸؍مارچ کو بہت ہی سادہ سا ارشاد فرمایا کہ ''آراء آچکی ہیں، سچی بات ہے وہ ہم نے پڑھی نہیں۔'' کہاں کہاں سے کتنا خرچہ اور وقت لگا کر کیس کے لئے لوگ آئے۔ آراء آچکیں لیکن پڑھا نہیں۔ اس سے ان کو کتنی مایوسی ہوئی۔ اس پر غور فرمانے کی استدعا ہے۔

۱۲...... ۲۸؍مارچ کو آپ کے بینچ کے ایک رکن نے فرمایا کہ عدالت کی معاونت کے لئے مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ کو لے لیا جائے تو فرمایا ضرورت نہیں۔ ان کی رائے آچکی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے نمائندہ نے رائے دی کہ فلاں بات کی وضاحت ہوجائے تو اسے رد کر دیا گیا کہ تمام مسائل کو یہاں نہیں لایا جاسکتا۔ اپیل میں دیکھیں گے۔ کاش غیر متعلقہ امور کو ۶؍فروری کے فیصلہ کے وقت ہی سوچ لیا جاتا تو یہ مسائل کھڑے نہ ہوتے۔

۱۳...... عزت مآب قبلہ! تین ہفتے کا وقت دیا گیا۔ اب پانچ ہفتے گزر گئے۔ لیکن تاریخ نہیں عنایت کی جارہی۔ کیا التواء اور تاخیری حربے، لٹکاؤ اور لمبا کرو پر عمل کیا جارہا ہے۔ کتنا اضطراب و ہیجان ہے اس پر توجہ کرلی جاتی۔ دو ماہ ہوگئے پوری قوم کی نظریں لگی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ، ملعون اور باغیان ومنکرین ختم نبوت سے متعلق طے شدہ قانونی امور کو متنازعہ نہ بنایا جائے، ایسے کب ہوگا؟

۱۴...... ۱: قادیانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات، حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، میں ان کو مسلمانوں سے اختلاف ہے۔

۲: قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کی شادی، غمی، جنازہ میں شرکت جائز نہیں۔

۳: قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمان جو مرزا کو نبی نہیں مانتے سب نان مسلم ہیں۔

۴: مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے۔

۵: مرزا کو نہ ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۶: قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں سے اختلاف فروعی نہیں، بلکہ اصولی ہے۔

۷: قادیانیوں کے نزدیک مرزا کو نہ ماننے والا صرف کافر نہیں بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۸: قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کو مسلمان نہ سمجھنا فرض ہے۔

۹: مسلمانوں کا نماز جنازہ حتی کہ مسلمانوں کے بچوں کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظفراللہ قادیانی نے قائداعظمؒ بانی پاکستان کا نماز جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

۱۰: مرزا قادیانی معاذ اللہ ''محمد رسول اللہ'' ہے۔

ان قادیانی عقائد کے ہوتے ہوئے ان کے متعلق سمجھنا کہ مسلمانوں سے ان کا معمولی اور سادہ اختلاف ہے یہ کس طرح زیبا ہے؟ اس پر آپ سے تدبر وفکر کی درخواست ہے۔

۱۵...... ۱: مسلمانوں کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد مرزا قادیانی بھی اللہ کا رسول اور نبی تھا۔

۲: مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والے صحابہ کرامؓ ہیں، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے زمانہ میں اس کو دیکھنے والے صحابی ہیں۔

۳: مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کا خاندان اہل بیتؓ ہے، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا خاندان بھی اہل بیت ہے۔

۴: مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کی ازواج امہات المؤمنینؓ ہیں، جب کہ قادیانیوں

کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی بھی ام المؤمنین ہے۔

۵: مسلمانوں کے نزدیک مدینہ منورہ میں، جنت البقیع کا قبرستان مقدس ہے، قادیانیوں کے نزدیک قادیان کا بہشتی مقبرہ بھی مقدس ہے۔

۶: مسلمانوں کے نزدیک حضور ﷺ کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک عالم اسلام کے کل مسلمان جو حضور ﷺ کو مانتے ہیں یہ سب مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔

۷: مسلمانوں کے نزدیک آخرت کی نجات رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کی تصدیق واتباع میں منحصر ہے، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کو مانے بغیر آخرت کی نجات ممکن نہیں۔

۸: مسلمانوں کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ قابل احترام ہیں، جب کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود دوسرا قادیانی خلیفہ کہتا ہے کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے اب اسلام اور روحانیت مرزا قادیانی سے وابستہ ہے اور وہ برکات قادیان میں ہیں۔

۹: مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے، جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی پر بھی کلام اللہ نازل ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے۔

۱۰: مسلمانوں کے نزدیک حدیث رسول اللہ ﷺ مشعل راہ ہے۔ جب کہ قادیانیوں کے نزدیک جو حدیث رسول اللہ ﷺ، مرزا قادیانی کے کلام کے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لائق ہے۔

۱۶...... قبلہ عزت مآب! ان حقائق کے ہوتے ہوئے قادیانی، قادیانیت جیسے اپنے کفر کو ظاہراً یا خفیہ اسلام کے نام پر پیش کریں۔ قادیانی اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر ثابت کریں ایسے ہوگا؟ رب محمد ﷺ کی قسم ایسے کبھی نہیں ہوگا۔ یہ جذباتیت نہیں ایمانی حمیّت ہے اس پر سمجھوتہ رحمت عالم ﷺ کے منصب خاص اور وصف امتیاز ختم نبوت کو پائمال کرنے کے مترادف ہوگا۔ مسلمان جان دے دے گا، لیکن اسے برداشت نہیں کرے گا۔ بہت تجربے ہو چکے اب مزید تجربوں کا یہ ملک متحمل نہیں۔ ریویو کی فوری قریبی تاریخ دی جائے۔ فیصلہ دیا جائے جس سے تلافی مافات ہو۔ مزید اسے لٹکانا، تاخیر کرنا بخدا مناسب نہیں۔ یہ مطالبہ نہیں درخواست ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے برسر منبر سوال کیا جاسکتا ہے تو کسی اور کو اس سے گرانی نہ ہونی چاہئے۔

آخری گزارش! راقم کی ۷۹ سال عمر ہے نصف صدی سے زائد عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی، قادیانی کفر بواح کے تعاقب میں گزر گئی۔ میری ان گزارشات سے اہانت کا غیر ارادی پہلو بھی نکلتا ہو تو پیشگی معافی چاہتا ہوں۔ ہاں! جو مؤقف عرض کیا ہے اس کے لئے یقین کی بلند و بالا چٹان پر خود کو پاتا ہوں۔ تادم واپسی اس پر قائم ہوں۔ یہ دھمکی نہیں اپنے ایمان پر آپ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ تاریخی اور چمکتے دمکتے فیصلہ سے سرفراز فرمائیے۔

اے رسول امیں ﷺ، خاتم المرسلیں ﷺ

سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اے رسول امیں، خاتم المرسلیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب — اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دود مان قریشی کے در ثمیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے — جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی — پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا — اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم، سب ہیں زیر نگیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی — تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
سدرۃ المنتہیٰ رہ گزر میں تری — قاب قوسین گرد سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی — زلف تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر تیری منور جبیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ تیری مدح و ثناء — میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں — کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
چار یاروں کی شان جلی ہے بھلی — ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
اے سراپا نفیسؔ انفس دو جہاںؐ — سرور دلبراںؐ دلبر عاشقاںؐ
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جان حزیں — تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

عیدالاضحیٰ کے موقع پر پیش آنے والے قربانی کے چند مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

فضائل قربانی

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی، اس سے مواظبت ثابت ہوئی جس کا مطلب ہے ''لگا تار کرنا''، اس طرح اس سے وجوب ثابت ہوا۔ آپ ﷺ نے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی، احادیث میں بہت سی وعیدیں مذکور ہیں، جیسے آپ ﷺ کا ارشاد کہ: جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے قربانی کی بہت سی فضیلتیں ہیں، مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے۔ صحابی نے پوچھا: ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ اُون کے متعلق فرمایا: اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔ (مشکوۃ ص۱۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں ہے، الّا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے (طبرانی)۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے، حدیث میں ہے کہ: قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالی کو محبوب نہیں، اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص:۱۲۸)

قربانی کس پر واجب ہے؟

چند صورتوں میں قربانی کرنا واجب ہے:

۱......کسی شخص نے قربانی کی منت مانی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۲......کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جا سکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳......جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے، اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ پس جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روزمرہ استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مال تجارت یا دیگر سامان ہو، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

مثلاً: ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں، ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دُوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، جب کہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔ یا مثلاً: ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دوسرا مکان کرایہ پر اُٹھایا ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریات زندگی میں شمار ہوگا اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔ یا مثلاً کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں، ایک عام استعمال کی ہے اور دوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ یا مثلاً کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں، ایک اس کے سکونتی مکان کے لئے ہے اور دوسرا زائد، تو اگر اس کے دوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ عورت کا مہر معجّل اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہنچتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ ایک شخص ملازم ہے، اس کی ماہانہ تنخواہ سے صرف اس کے اہل وعیال کی گزربسر ہو سکتی ہے، اس پر قربانی واجب نہیں، جبکہ اس کے پاس کوئی اور مالیت نہ ہو۔ قربانی ایک شخص کے پاس زرعی اراضی ہے، جس کی پیداوار سے اس کی گزراوقات ہوتی ہے، وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائے گی۔ ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھیاری گائے بھینس کے علاوہ اور مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۴...... ایک شخص صاحب نصاب نہیں، نہ قربانی اس پر واجب ہے، لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو قربانی واجب ہے۔

۵...... مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۶...... صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنون پر قربانی واجب نہیں، خواہ وہ مال دار ہوں۔

قربانی کا وقت

۱...... بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے، لیکن پہلا دن افضل ہے، پھر گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔

۲...... شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو یہ گوشت کا جانور رہا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

۳......اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہے، مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور وہاں صبح صادق کے بعد قربانی ہو جائے تو درست ہے۔

۴......ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔

۵......اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا، یا اس نے کہیں اقامت کی نیت کر لی اور وہ صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

۶......جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا بھی لازم ہے۔ اگر اتنی رقم صدقہ خیرات کر دے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہ گار رہوگا۔

۷......جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں، اس کو توبہ استغفار کرنی چاہئے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کر دے۔

۸......ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا، مگر کسی عذر کی بنا پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کر سکا تو اس کا اب صدقہ کر دینا واجب ہے، ذبح کر کے گوشت کھانا درست نہیں۔

۹......قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو تو اس کا ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

۱۰......قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ دل میں ہی کر لینا کافی ہے اور بعض دُعائیں جو حدیث پاک میں منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہوں تو ان کا پڑھنا مستحب ہے۔

کسی دوسرے کی طرف سے نیت کرنا

۱......قربانی میں نیابت جائز ہے، یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو جائز ہے، لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم کے بغیر شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۲......آدمی کے ذمہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، اگر اولاد بالغ اور مال دار ہو تو خود کرے۔

۳......اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی کرنا لازم نہیں، اگر بیوی صاحب نصاب ہو تو اس کے لئے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔

۴......جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین

اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے، اس کا بڑا اجر وثواب ہے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں۔اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے، اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

قربانی کن جانوروں کی جائز ہے؟

۱...... بکری، بکرا، مینڈھا، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

۲...... گائے، بھینس، اُونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی درست ہے، مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو۔صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو، اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

۳...... کسی نے قربانی کے لئے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کرلیں گے۔اور بعد میں دوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ درست ہے۔لیکن اگر گائے خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی، مگر اب دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے، تو یہ دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو دوسروں کو بھی شریک کر تو سکتا ہے مگر بہتر نہیں، اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دوسروں کو شریک کرنا درست نہیں۔

۴...... اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا اور اس نے دوسرا خرید لیا، پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا، تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی تب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے، اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگئی۔

۵...... بکری اگر ایک سال سے کم عمر کی ہو خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں، پورے سال کی ہو تو درست ہے۔اور گائے یا بھینس پورے دو سال کی ہو تو قربانی درست ہوگی، اس سے کم عمر کی ہو تو درست نہیں۔اور اُونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی درست ہوگی۔

۶...... بھیڑ، یا دنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ یعنی موٹا تازہ ہو کہ اگر پورے سال والے بھیڑ دُنبوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا درست ہے، اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے تو قربانی درست نہیں۔

۷...... جو جانور اندھا یا کانا ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو، یا اس

کا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، تو ان صورتوں میں اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۸...... جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

۹...... اگر جانور اتنا دبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر ایسا دبلا نہ ہو تو قربانی درست ہے۔ جانور جتنا موٹا، فربہ ہو اسی قدر قربانی اچھی ہے۔

۱۰...... جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ دانت جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۱...... جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی کرنا درست نہیں، اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے، اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے، تو صرف اوپر سے خول اترا ہے اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی درست ہے، اگر جڑ ہی سے نکل گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۱۳...... خصی جانور کی قربانی جائز، بلکہ افضل ہے۔

۱۴...... جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف جلد تک محدود ہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے، اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دبلا ہو گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۵...... اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں، تو اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے، اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کردے۔

۱۶...... جانور پہلے تو صحیح سالم تھا مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو لٹایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اس کا کچھ حرج نہیں، اس کی قربانی درست ہے۔

چند غلطیوں کی اصلاح

بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طاقت نہ ہونے کے باوجود شرم کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ انہوں نے قربانی نہیں کی محض دکھاوے کے لئے قربانی کرنا درست نہیں، جس سے واجب حقوق فوت ہو جائیں۔

۲...... بہت سے لوگ محض گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی نیت کر لیتے ہیں، اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو ان کو ثواب نہیں ملے گا اور اگر ایسے لوگوں نے کسی اور کے ساتھ حصہ رکھا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

۳...... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہو جانا کافی ہے، اس لئے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کر لی، ایک سال بیوی کی طرف سے کر دی، ایک سال لڑکے کی طرف سے، ایک سال لڑکی کی طرف سے، ایک سال مرحوم والد کی طرف سے، ایک سال مرحومہ والدہ کی طرف سے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً: میاں، بیوی اگر دونوں صاحب نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے دو قربانیاں لازم ہیں، اسی طرح اگر باپ، بیٹا دونوں صاحب نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے رہتے ہوں، مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی عمر بھر میں ایک دفعہ کر لینا کافی ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے، بلکہ جس طرح زکوۃ اور صدقہ فطر ہر سال واجب ہوتا ہے، اسی طرح ہر صاحب نصاب پر بھی قربانی ہر سال واجب ہے۔ بعض لوگ گائے یا بھینس میں حصہ رکھ لیتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں کے حصے رکھے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں؟ یہ بڑی غلطی ہے، اگر سات حصہ داروں میں سے ایک بھی بے دین ہو یا اس نے قربانی کی نیت نہیں کی بلکہ محض گوشت کھانے کی نیت کی تو سب کی قربانی برباد ہوگئی، اس لئے حصہ ڈالتے وقت حصہ داروں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔　(آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید، ج ۵ ص ۴۰۹ تا ۴۱۵)

دروسِ ختم نبوت و ختم نبوت کورسز جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۶/اپریل سے ۳۱/اپریل ۲۰۲۴ء تک متعدد مساجد ومدارس میں دروس ختم نبوت اور ختم نبوت کورسز منعقد کئے گئے۔ سرپرستی سید مصدوق حسین شاہ اور مولانا سرور خان فاروقی نے کی۔ نگرانی قاری خلیل احمد اور مولانا اشرف منصوری نے کی۔ جامع مسجد اللہ والی، جامع مسجد رحمت للعالمین ریل بازار نزد باب عمر جھنگ سٹی۔ مدرسہ ام ایمن، جامع مسجد نور الٰہی المعروف گادھیا والی مسجد جھنگ سٹی، جامع مسجد قاضیاں والی، مدرسہ دار القرآن جھنگ صدر اور دار العلوم زکریا ٹوبہ روڈ سمیت متعدد مقامات پر مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام اور فتنہ قادیانیت کی تازہ ترین صورت حال پر لیکچرز اور دروس ارشاد فرمائے۔ سینکڑوں کی تعداد میں شرکاء پروگرام کو مفت لٹریچر بھی مہیا کیا گیا۔

اسلامی سلطنتوں اور خلافتوں پر ایک نظر

سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ

۱...... حضور ﷺ کا عہد نبوت از ۶۰۹ء تا ۶۳۲ء گویا کل ۲۳ سال۔

۲...... خلافت راشدہ ۳۰ سال قائم رہی۔ اس حساب سے کہ ۱۱ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ور ۱۳ھ میں آپ نے انتقال کیا (آپ کی مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ ہے)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۱۳ھ میں خلیفہ ہوئے اور ۲۳ھ میں انتقال کیا۔ (آپ کی مدت خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ ہے)۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں خلیفہ ہوئے اور ۳۵ھ میں آپ شہید کئے گئے۔ (آپ کی مدت خلافت بارہ سال ہے)۔ حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ ۳۵ھ میں خلیفہ اور ۴۰ھ میں شہید ہوئے (آپ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ ہے) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں خلیفہ ہوئے اور ۴۱ھ میں فرائض خلافت سے دستکش ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت صرف ۶ ماہ ہے۔

۳...... خلافت راشدہ کے بعد خلافت اموی قائم ہوئی۔ جس کے پہلے خلیفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور آخری مروان الجعدی، دولت امویہ کے ۱۴ خلیفہ گزرے ہیں اور یہ دولت قریب ۹۲ سال قائم رہی، از ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ۔

۴...... خلافت امویہ کے بعد ۱۳۲ھ میں خلافت عباسیہ قائم ہوئی۔ اس کا پہلا خلیفہ ابوالعباس سفاح اور آخری مستعصم بن مستنصر ہے۔ یہ خلافت قریب قریب ساڑھے پانچ سو سال قائم رہی۔ از ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ۔ خلافت عباسیہ کے ۳۷ خلیفہ ہوئے۔ اس خلافت کے ابتدائی خلفاء شعائر اسلامی کا احترام کرتے، نمازیں پڑھتے اور حج و جہاد بھی کرتے تھے۔ مگر بعد کے خلفاء کی حالت بہت زبوں رہی۔ دولت امویہ کو تو جملہ امت اسلامیہ کی مرکزیت بھی حاصل رہی مگر خلافت عباسیہ کو یہ مرکزیت بھی نہ ملی۔ اس کے قبضہ سے اندلس روز ازل ہی سے خارج رہا، جہاں بنی امیہ (دولت عباسیہ سے سابقہ خلافت) میں سے ایک شخص عبدالرحمٰن بن معاویہ نے اپنی سلطنت قائم کر لی جو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد عظمت وشوکت کے اعتبار سے دولت عباسیہ کے پہلو بہ پہلو آن کھڑی ہوئی۔ دولت عباسیہ کے پاس اپنی کوئی قوت نہیں تھی۔ اس لئے کہ وہ عجمیوں اور خاص کر خراسانیوں کی مدد سے بنی تھی۔ ان کی خلافت میں عرب خلیفہ اور زبان عربی تھی۔ ورنہ وہ سرتاپا عجمی دولت تھی۔ خلفاء عباسیہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ عجمی ہم سے خلافت چھین کر علویوں کو نہ دے دیں۔ اس لئے عباسیوں نے ایرانیوں کے مقابلہ میں ترکیوں کی فوج تیار کی۔ مگر اس ترکی فوج نے خود خلفائے عباسیہ پر

غلبہ حاصل کرلیا۔ وہ جس کو چاہتے خلیفہ بناتے اور جس کو چاہتے معزول، بلکہ قتل کردیتے تھے، خلفائے عباسیہ کی اس بے بسی کے زمانہ میں نئی نئی سلطنتیں ظہور پذیر ہوئیں جن کے غلبہ سے وہ بالکل بے دست وپا ہوگئے۔ ۲۹۵ھ میں افریقہ میں آل فاطمی نے اور اس کے بعد اندلس میں عبدالرحمٰن ناصر نے اپنی اپنی خلافت کا اعلان کیا اور اس طرح تیسری صدی ہجری ہی میں بیک وقت تین خلافتیں قائم ہوگئیں اور وہ مرکزیت جسے رسول خدا ﷺ نے نوع انسانی کے فائدے کے لیے قائم فرمائی تھی۔ ان قریشی خانوادوں کی باہمی رقابت سے بازیچہ اطفال بن گئیں۔ خود عباسی خلافت کے معمولی معمولی امیر خلافت پر اس درجہ قابض ہوگئے تھے کہ ان میں سے بہتوں نے خودمختاری حاصل کرلی تھی اور خلیفہ اسلام کا اثر صرف اس قدر رہ گیا کہ یہ امراء تحائف وہدایا بھیج کر ان سے اپنی حکومتوں کے فرامین لکھوا لیتے تھے۔ آخر ۶۵۶ھ میں یہ بے جان خلافت ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد میں تباہ ہوگئی۔ اس تاتاری حملہ کی جولانگاہ پہلے ہندوستان کی زرخیز زمین تھی۔ یہاں اس وقت غلام بادشاہ حکمراں تھے۔ جنہوں نے تاتاریوں کو پے درپے ایسی فاش شکستیں دیں کہ ان کو پھر ہندوستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ نزلہ یہاں سے ہٹ کر وسط ایشیا کی زبردست سلطنت اور بغداد کی خلافت پر گرا جس کی دیواریں مرور ایام سے فرسودہ ہوچکی تھیں۔ گویا ہندوستان سے ناکام اور بغداد میں ایک فتنہ ہوشربا کی صورت میں نمودار ہوکر ہلاکو خان نے ثابت کیا کہ نزلہ برعضو ضعیف می ریزد‘‘ دولت عباسیہ کے مذکورہ بالا ۳۷ خلفاء نے بغداد کو اپنا پایہ تخت بنائے رکھا اور اس طرح اس دولت کے امیر اوّل کی سفاح کی مسند نشینی (۱۳۲ھ) سے آخری خلیفہ مستعصم بن مستنصر کے ختم خلافت (۶۵۶ھ) تک تقریباً پانچ سو برس بغداد اسلامی عظمت وشوکت کا گہوارہ بنا رہا۔

۵...... فتنہ تاتار نے اسلامی خلافت کا شیرازہ اس درجہ پراگندہ کردیا تھا کہ ساڑھے تین سو سال تک اس کا سلسلہ یکلخت منقطع ہوگیا تھا، پھر مصر میں سلاطین مصر کی مدد سے بکھرے ہوئے کچھ اوراق جمع کئے گئے اور یہاں خلافت عباسیہ کی تجدید ہوئی۔ مصر میں ۲۶۰ برس تک پندرہ خلفاء نے اس امانت کی حفاظت کی۔ لیکن نام اور خطبہ کے سوا انہیں کوئی اور عظمت حاصل نہیں تھی، اس کی بعینہٖ مثال ہمارے اس زمانہ میں اطالیہ میں ملتی ہے۔ جہاں بادشاہ کی حیثیت صرف تخت وتاج تک محدود تھی اور جملہ سیاسی قوت کا مالک تنہا سائنورمسولینی تھا۔ آل عباس کی اس مصری اور نمائشی پہلی خلافت کے خلیفہ کا نام ابوالعباس احمد بن ظاہر ہے اور آخری خلیفہ کا نام متوکل علی اللہ محمد بن یعقوب مستمسک ہے۔ یہ پہلا خلیفہ حقیقی عباسی خلافت کے بعد ۶۵۶ھ میں خلیفہ ہوا اور آخری خلیفہ متوکل ۹۲۲ھ میں سلطان یلم خان بن سلطان بایزید خان کو تخت خلافت سونپ کر قسطنطنیہ میں اسی سلطان کے زیر سایہ پناہ گزیں ہوا۔ گویا یہ خلافت ۲۶۶ سال تک زندہ رہی۔ سلطان یلم خان نے ۹۲۲ھ

میں مصر وشام پر قبضہ کر کے نیز سابقہ خلافت کے آخری امین متوکل سے آنحضرت ﷺ کی وہ یادگاریں جو آج تک خلفائے اسلام کے قبضے میں چلی آتی تھیں یعنی علم نبوی، ردائے مقدس، سیف مبارک اور حرمین شریفین کی کلید برادری، لے کر خلافت اسلامیہ کو ترک اور بنی عثمان میں منتقل کیا۔ ترکی میں یہ خلافت نوی صدی ہجری سے شروع ہو کر تیرہویں صدی کے نصف اول تک قائم رہی۔

۱۹۲۴ء میں جمہوریہ ترکی کے نوجوان علم برداروں نے مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت وسیادت میں اس خلافت کے ڈھانچہ کو بھی توڑ پھوڑ کو دور پھینک دیا۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۳ء ص ۲۷ تا ۲۹)

اسلامی معیشت کے تین اہم اصول

تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ حضرت مولانا محمد احمد بہاولپوری فرماتے ہیں کہ:

اسلامی معیشت کا پہلا اصول یہ ہے کہ ملک کا سب سے بڑھیا آدمی معاشی اعتبار سے سب سے گھٹیا زندگی گزارے۔ جیسے کہ خلفائے راشدین عملاً کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں مدینہ منورہ میں مفلسین مساکین کی ایک فہرست تیار کی گئی اوران کی درجہ بندی کی گئی۔ جب فہرست تیار ہوگئی تو سب سے پہلے نمبر پر نام آیا جو سب سے زیادہ مفلس تھا وہ خود خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کا نام تھا۔

جب سب سے بڑھیا لوگ یعنی حکمران وغیرہ سب سے نیچے والا معیار زندگی اپنائیں گے تو پھر کسی بھی شخص کو غربت افلاس وغیرہ پر کوئی شرمندگی اور احساس محرومی نہیں ہوتا۔

دوسرا اصول اسلامی معیشت کا یہ ہے کہ دولت کو بالکل بھی کسی بھی طرح جمنے نہ دو کہ وہ کسی ایک جگہ پر جم کر رہ جائے بلکہ اس کو توڑتے رہو، تاکہ ملکی دولت پر چند اشخاص کا قبضہ نہ رہے۔ لہٰذا سب سے پہلے موجودہ بینکی نظام کو ختم کرنا ہوگا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ بنکوں میں پڑا سارا پیسہ باہر نکال کر مارکیٹ میں لائیں گے، کاروبار کریں گے، کارخانے لگائیں گے جس سے ایک تو بیروزگاری ختم ہوگی دوسری طرف مقابلے کی فضا بھی قائم ہوگی جس سے ہر کوئی اپنی چیز بہتر سے بہتر اور سستی سے سستی بنانے کی کوشش کرے گا۔ یہ دو کام حکومت وقت اور حکمران طبقہ کے کرنے کے ہیں۔

جب کہ تیسرا اصول اسلامی معیشت کا یہ ہے کہ ضرورت سے زائد چیزیں اور پیسہ اپنے پاس نہ رکھو، بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی مخلوق پر خرچ کرتے رہو۔ اپنے رشتہ داروں ماتحتوں نوکروں پڑوسیوں پر خرچ کرتے رہو جس کے نتیجے میں وہ بھی پورے اخلاص کے ساتھ آپ کے کام کاروبار میں مدد کریں گے اور اس کے بڑھنے کی دعائیں بھی کریں گے۔ بجائے اس کے کہ وہ تم سے حسد کریں اور تم سے مال چھینیں۔ اللہ پاک عمل کی توفیق دے آمین۔ (منقول از دارالعلوم جہانیاں ضلع خانیوال)

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی دعا

وہ حضرات جو ''لو اقسم علی اللہ لابرّہ'' کی لائن کے ہوں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو کون کہہ سکتا ہے کہ تجھے تیری ذات کی میں قسم دیتا ہوں کہ تجھے ایسا کرنا ہوگا، کوئی کہہ سکتا ہے اللہ کو؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتنا ناز ہوتا ہے ان کو۔ تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھیوں نے آکر عرض کیا کہ آپ کو آج اپنے اس مرتبہ کو استعمال کرنا ہوگا۔ انہوں نے بھی اسی وقت ہاتھ اٹھائے اور دعا شروع کی، اچھا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، تو انہوں نے بھی کہا: یا اللہ! اس کفر اور شرک کو تو ذلیل فرما اور ہم سب کو فتح نصیب فرما اور ساتھ مجھے بھی شہادت نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ فتح تو ملی ہی، ساتھ ان کو شہادت بھی ملی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا

احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے دوست حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ آج مقابلہ ہوگا زبردست، دونوں نے کہا کہ چلو آؤ، آج کے دن کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اچھا آپ پہلے دعا کیجئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: الٰہی! آج جب یہ مقابلہ شروع ہو تو جو ان میں سب سے زبردست، طاقت ور، بہادر انسان ہو، کفار میں بہادری اور شجاعت میں سب سے زیادہ مشہور ہو، اس سے میرا مقابلہ ہو۔ اس کو تو میرے مقدر فرما کہ وہ میرے سامنے آئے اور میں مقابلہ میں اس کو شکست دوں، اس کو قتل کروں، اس کے ٹکڑے کروں ''و آخذ سلبہ'' اور اس کا مال غنیمت ''من قتل قتیلاً فلہ سلبہ'' کے تحت وہ مال غنیمت اس کا میں پاؤں۔ تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس پر زور سے کہا: آمین!

اب باری تھی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی، انہوں نے دعا شروع کی، انہوں نے کہا کہ: الٰہی! آج جب میرا مقابلہ شروع ہو تو کفار کے کسی آدمی سے میرا مقابلہ ہو اور وہ مجھ پر وار کرے اور ایسے وار کرے کہ میرے جسم کے ٹکڑے الگ الگ کردے۔ یہاں تک کہ میرے ناک، کان اور اعضاء کاٹے جائیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہا۔ چنانچہ جب جنگ ختم ہوئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جہاں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی ہوئی تھی، ایک دھاگے میں ان کے ناک اور کان ٹکڑے

کر کے ہار بنا کر رکھا ہوا تھا ان کے جسم پر، اس کو دیکھ کر حضرت سعدؓ رونے لگے اور فرمانے لگے ان کی دعا میری دعا سے اچھی تھی۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

آپ حضرت شعبیؒ کا اسم گرامی سنتے ہیں کہ جنہوں نے تدوین حدیث سب سے پہلے کی ہے، اوّل مدون احادیث، ابن شہاب زہری کی طرح شعبی کا نام آتا ہے تو وہ اپنا ایک قصہ بیان فرماتے ہیں کہ مہاجرین کا ایک قافلہ جا رہا تھا تو ریگستان میں سفر ہو رہا ہے۔ راستہ میں ایک مہاجر کی سواری تھی حمار، دراز گوش۔ اتنے عظیم اللہ کی منتخب جماعت صحابہ کی اور اس میں سے بھی پھر منتخب ''السابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان'' تو صحابہ کرامؓ کی جماعت میں بھی سب سے منتخب مہاجرین۔ اس مہاجر کی یہ سواری جس پر وہ سوار تھے یعنی حمار، دراز گوش پر، وہ راستہ میں مرگئی۔ اب وہ ٹھہر گئے، سارا قافلہ ٹھہر گیا۔ ساتھیوں نے کہا کہ بھائی گڑھا کھود و اور اس میں دھکیل دو۔ یہ تو مر گیا ابھی۔ تو وہ کہنے لگے: نہیں! ساتھیوں نے کہا: کیا نہیں؟ یہ تو مر گیا ہے چلو آگے، ہمارے پاس اور سواریاں ہیں، اس پر سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا: نہیں! کہا کہ اس کو دفن کر دیتے ہیں گڑھا کھود کر۔ کہا: نہیں! ساتھیوں نے سمجھایا تو وہ کہنے لگے نہیں مجھے یہی چاہئے۔ اب ساتھی بہت سمجھاتے رہے، بالآخر اتنے تنگ ہو گئے کہ مجبور ہو کر وہ چل پڑے، چلے گئے ساتھی کو تنہا ریگستان میں اکیلا چھوڑ کر، اب ان کے سامنے ان کی سواری مری ہوئی پڑی ہے۔

جب کہیں جا کر ان کے ساتھیوں نے منزل کی تو دیکھا کہ کوئی سوار آ رہا ہے۔ ارے! جیسے جیسے سوار نزدیک پہنچا دیکھتے ہیں کہ ہمارا یہی ساتھی جن کا حمار دراز گوش مر گیا تھا، وہ اسی دراز گوش پر سوار ہو کر آ رہے ہیں، بڑے حیران کہ الٰہی! ہم نے دیکھا تھا کہ سچ مچ وہ مر گیا تھا، ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا آپ لوگ جب آ گئے تو اس کے بعد میں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے فریاد شروع کی اللہ عزوجل سے کہ: الٰہی! میں تیرے راستہ میں ہوں اور اس میری سواری کو پیدا کرنے والا بھی تو ہے۔ تو چاہے تو اسے دوبارہ زندہ کر دے۔ میری تجھ سے یہ درخواست ہے، فریاد ہے کہ تو اسے زندہ کر دے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا معجزہ یہ سابقین انبیاء علیہم السلام کے جو معجزات ہیں، سرکار دو عالم ﷺ کا مقام اور مرتبہ دیکھئے کہ اللہ عزوجل ان انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو اس امت کے اولیاء کی کرامتوں کے طور پر ظاہر فرماتے ہیں کہ جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کے لئے دراز گوش کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندہ فرمایا تھا تو ان کا یہ دراز گوش بھی پھر زندہ ہوا اور سوار ہو گئے اور ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔ (کرامات وکمالات اولیاء ص ۷ تا ۱۰)

تعارف مجموعہ کتب عقیدہ حیات النبی ﷺ

حافظ محمد انس

(۷۱) مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

ہمارے مخدوم گرامی حضرت مولانا نعیم الدین صاحب استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور نے ’’عقیدہ حیات النبی ﷺ اکابر علماء دیوبند کی تحریرات کے آئینہ میں‘‘ نامی ایک مقالہ تحریر کیا، جس میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مفتی نجم الحسن امروہی تک بیسیوں اکابر علماء دیوبند کی حیات النبی ﷺ کے عقیدہ پر تحریری شہادتیں یک جا ترتیب کے ساتھ قلم بند کر دی ہیں، جس سے ایک خوب صورت ترتیب کے ساتھ بہت کچھ علمی مواد جمع ہو گیا ہے۔ اس مجموعہ میں وہ بھی شامل اشاعت ہے۔

(۷۲) مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی گجرات مدظلہم

مولانا نے ’’عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ عند القبر سے متعلق علاقہ چھچھ ضلع اٹک کے اسّی (۸۰) سے زائد علماء جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کا منصفانہ وحق پسندانہ فیصلہ‘‘ کے نام سے ایک رسالہ ترتیب دیا، جسے ہم اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۳)

اشاعت التوحید کے نامور راہنما جناب مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے ایک رسالہ ’’حیات النبی ﷺ‘‘ کے نام پر شائع کیا۔ حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نے اکتوبر ۲۰۰۲ء میں اس کا جواب لکھا۔ ’’علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی‘‘ کے نام سے یہ دوبارہ شائع ہوا۔ دوسرے ایڈیشن میں ترمیم واضافہ اور لفظی ردوبدل بھی کیا گیا۔ اس مجموعہ میں دوسرے ایڈیشن کو ہم شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۴) حضرت مولانا حافظ عبدالقدوس خان قارن مدظلہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے ’’حیات النبی ﷺ‘‘ پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ’’تسکین الصدور‘‘ ہے۔ یہ کتاب اس مجموعہ میں بھی شامل ہے۔ اس کتاب کا مولانا سید محمد حسین نیلوی نے ’’ندائے حق‘‘ میں نقد قائم کیا، جس کا جواب ’’سماع موتی، الشہاب المبین‘‘ کے نام سے خود شیخ الحدیث مرحوم نے دیا۔ جھنگ کے مولانا شیر محمد صاحب جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے راہنما نے ’’آئینہ تسکین

الصدوراورکشف الستر'' نامی دو کتابوں میں ''تسکین الصدور'' کا جواب لکھا۔اسی طرح مولانا شہاب الدین خالدی رہنماء اشاعۃ التوحید والسنۃ نے ''عقائد علماء اسلام'' کے نام سے کتاب لکھی اس میں انہوں نے ''تسکین الصدور'' پر رد کیا۔ان تینوں کتابوں کے جواب میں حضرت مولانا عبدالقدوس قارن نے قلم اٹھایا اور کتاب لکھی جس کا ''اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور'' نام رکھا۔ بظاہر تو انہوں نے آئینہ تسکین الصدور کا جواب لکھا۔لیکن کشف الستر اور عقائد علماء اسلام کا بھی اپنے اپنے مقام پر جواب دے دیا۔مولانا قارن صاحب کی یہ کتاب خالصتاً ان دو حضرات کی تین کتابوں کا جواب ہے جو خالصتاً فنی اور تحقیقی ہے اور علماء کے لئے بڑے پتہ کی چیز ہے۔ہم مولانا قارن صاحب کی اس کتاب ''اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور'' کو بھی اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۵) مولانا محمد عبدالمعبود راولپنڈی

آپ امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے شاگرد رشید تھے۔حضرت شیخ القرآن کے وصال کے تیس سال بعد مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے ''مسلک شیخ القرآن'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں حضرت شیخ القرآن کو اپنا ہمنواء بنانے کے لئے خاصی محنت کی۔ مولانا عبدالمعبود صاحب نے ان کی متذکرہ کتاب کے جواب میں ''عقیدہ شیخ القرآن فی الحیات بعد الوفات سیدالانس والجان'' تحریر فرمائی اور اس میں مولانا عطاء اللہ بندیالوی کے ایک ایک خدشہ کا جواب دیا اور اپنے موقف کو ثابت کیا کہ حضرت شیخ القرآن نے حضرت قاری محمد طیب صاحب کی جس مشترکہ متفقہ تحریر پر دستخط کئے۔آخر وقت تک اس پر قائم رہے اور اس پر ڈھیروں واقعات صحیحہ کو جمع کر کے قابل اعتماد و باعث وقار علمی دستاویز بنا دیا۔ہم اس مجموعہ میں اس رسالہ کو شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۶) حضرت مولانا محب اللہ صاحب لورالائی مدظلہم

آپ نامور عالم دین اور صوفی بزرگ راہنما ہیں۔ قطب زمانہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔آپ نے ''مماتی فتنہ علماء دیوبند کی نظر میں'' کے نام سے رسالہ لکھا۔اس کے بعض صفحات پر قلمی تحریرات کا عکس تھا۔ہم نے ویسے ہی رہنے دیا۔اس مجموعہ میں اسے ملاحظہ فرمائیے۔

(۷۷) مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادری

آپ واہگہ ضلع لاہور کے رہائشی تھے۔درویش صفت عالم دین تھے۔مولانا مفتی جمیل احمد رائیونڈ والوں

کے مرید تھے۔ ان کے حکم پر آپ نے رسالہ ’’مسئلہ حیات النبی ﷺ بمع آپ پر درود وسلام پہنچتا ہے‘‘ تحریر فرمایا جس میں قابل قدر مختصر مگر جامع مواد جمع کر دیا۔ اس مجموعہ میں ہم اس رسالہ کو بھی شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

(۷۸) مولانا پروفیسر محمد مکی یا کیوالی

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کیوالی تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ کے مسئول اور شیخ الحدیث حضرت مولانا پروفیسر محمد مکی مدظلہم نے رسالہ ’’تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام‘‘ مرتب فرمایا۔ ستمبر ۲۰۰۱ء میں اس کا ایڈیشن شائع ہوا جسے ہم نے اس مجموعہ کا حصہ بنایا ہے۔

(۷۹) مولانا ابوالحسن محمد بلال صاحب زیدمجدہ

آپ نے علمی وتحقیقی مباحثہ کے نام پر ایک کتاب ترتیب دی۔ اس کا ایک حصہ حیات النبی ﷺ کے عقیدہ سے متعلق بحث پر مشتمل تھا جسے متذکرہ کتاب سے علیحدہ کر کے اس مجموعہ میں شامل کیا ہے۔ متعدد حضرات کی اس پر تقاریظ بھی موجود ہیں۔

(۸۰) مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہم

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہم نامور مناظر، محقق اور دانش ور اور شہرۂ آفاق خطیب ہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے ’’احقاق الحق یعنی عقیدہ حیات الانبیاء اور اس کے دلائل‘‘ کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے۔ قرآن وسنت، مذاہب اربعہ کی فقہی کتب، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے اکابر علماء کرام کی تصریحات کی روشنی سینکڑوں واقعات اور تحریرات پر مشتمل جامع دستاویز تیار کر دی ہے۔ یہ کتاب بھی اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے قاتل سے سلوک

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اور سکرات کا عالم ہے، اس جہان سے جا رہے ہیں تو چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ بھائی جان! اللہ کے واسطے آپ ہمیں بتادیں کہ کس نے آپ کو یہ زہر دیا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نام معلوم کر کے تم کیا کرو گے؟ مجھے تو اس سے پہلے بھی چھ دفعہ دیا جا چکا، لیکن میں نے نہیں بتایا، بس اس دفعہ اللہ کی طرف سے اجل کا فیصلہ ہے جو مجھے منظور ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ نام بتائیں کہ کس نے آپ کو زہر دیا؟ فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اگر کل قیامت میں، حق تعالیٰ شانہ نے میرے لئے جنت کا فیصلہ فرمایا تو جس نے مجھے زہر دیا ہے اس کا ہاتھ میں پکڑ کر جنت میں ساتھ لے کر جاؤں گا۔

آہ! مولانا احمد میاں حمادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اللہ وسایا

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ امابعد!

خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف ضلع سکھر کے بانی قطب الاقطاب حضرت مولانا سائیں حماداللہ ہالیجوی کے ایک صاحبزادہ کا نام مولانا محمود حسین تھا۔ ان کے بیٹے کا نام احمد رکھا گیا۔ جو آگے چل کر احمد میاں حمادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ احمد میاں کی پیدائش ہالیجی شریف میں یکم رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء اور وفات ۹؍شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸؍اپریل ۲۰۲۴ء کو ٹنڈو آدم میں ہوئی۔ یوں شمسی اعتبار سے کل عمر ۹۰ سال بنتی ہے۔

احمد میاں حمادی نے ابتدائی دینی اور سکول کی تعلیم ہالیجی شریف میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کی تکمیل اور دورہ حدیث شریف رجب ۱۳۸۱ھ، دسمبر ۱۹۶۱ء میں ٹھیری مدرسہ دارالہدیٰ سے کیا۔ ۱۳؍رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲؍دسمبر ۱۹۶۱ء کو سند فراغ حاصل کی۔ آپ کی سند فراغ پر مولانا عزیزاللہ، مولانا قاضی فضل اللہ، مولانا قطب الدین، مولانا غلام قادر، مولانا محمد بلال، مولانا امداداللہ کے دستخط ہیں۔

۱۰؍مارچ ۱۹۶۲ء کو آپ سکھر کے محکمہ اوقاف کے خطیب مقرر ہوئے۔ سفید مسجد اور معصوم شاہ مینارہ روڈ سکھر مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۷۰ء میں بطور ڈسٹرکٹ خطیب کے مرکزی جامع مسجد ٹنڈو آدم میں آپ کی تقرری ہوئی۔ پھر یہیں سے ریٹائرمنٹ ہوئی اور پھر جنازہ بھی یہیں سے اٹھا۔ ۱۹۸۰ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوئے۔ ٹنڈو آدم میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے دور امارت اور اپنے دور صحت میں بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ مرکزی شوریٰ کے رکن بھی مقرر ہوئے۔ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے حوالہ سے آپ کی گراں قدر خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اتنی سنہری اور انمٹ خدمات انجام دیں کہ آپ اس کام کا نشان وعلامت قرار دیئے جاتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد اندرون سندھ قادیانیت کو عدالتی طور پر وہ ناکوں چنے چبوائے جو تاریخ کا یادگار حصہ ہیں۔ اس وقت سندھ کا کوئی قادیانی ملزم چناب نگر

میں روپوشی اختیار کرتا یا چناب نگر کے قادیانی رسائل وجرائد قانون کی خلاف ورزی کرتے تو آپ سندھ سے پولیس لے جا کر ان کو وہاں سے گرفتار کرا کے لاتے۔ قادیانی مرکز چناب نگر اور اندرون سندھ قادیانی جماعت کے اوباشوں کے لئے مولانا حمادی میاں کا نام ڈراؤنا خواب بن گیا تھا۔ ان کے نام سے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر اوس پڑ جاتی تھی۔

اندرون سندھ کوٹری وغیرہ میں گوہر شاہی جھوٹے مدعی مہدویت کو قانون کے آہنی شکنجہ میں جکڑا، تحریر و تقریر کے متعدد معرکے برپا کئے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میر پور خاص سے ۹۹ سال کی قید بامشقت دلوائی۔ گوہر شاہی اپنی جان کے لالے پڑنے پر امریکہ اپنے آقاؤں کے پاس جا سدھارا۔ اس کی عدم موجودگی میں سزا ہونے کے عدالتی عمل نے اس کے پاکستان آنے کے راستے مسدود کر دیئے۔ مرنے کے بعد پیک ہو کر آیا۔ اس کے کفریہ اور اہانت رسول اللہ کے ارتکاب جرائم کے بعد عدالتی سطح پر حمادی میاں کی گرفت سے وہ ایک آزادانہ سانس پاکستان میں نہ لے سکا۔ اس کا تمام تر کریڈٹ مولانا احمد میاں حمادی کو جاتا ہے۔ دوران ملازمت اوقاف آپ نے محکمہ اوقاف کے تحت ۶ ستمبر سے ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء تک ایک تربیتی کورس علوم اسلامیہ اکیڈمی کوئٹہ سے کیا۔ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جناب سید حامد حسین بلگرامی نے آپ کو سند سے نوازا۔ انہیں دنوں علوم اسلامیہ اکیڈمی کوئٹہ کے شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا شمس الحق افغانی تھے۔ آپ نے خصوصی طور پر آپ کو تحریری اجازت حدیث کی اعزازی سند سے بھی سرفراز کیا۔ مولانا احمد میاں حمادی ایسے بخت آور تھے کہ جس میدان میں قدم رکھا ترقی کے مدارج آپ کے لئے موم ہوتے گئے۔ ایک زمانہ میں آپ دین اسلام کی حمیّت کا اپنے علاقہ میں نشان تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی پوری مصروفیت کا محور تبلیغ اسلام کو بنا لیا۔ اس میں بڑا نام پایا۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے بیمار ہوئے۔ ویسے بھی ہلکے پھلکے جسم کے دراز قد انسان تھے۔ عمر بھر قلت طعام کے خوگر رہے۔ اب بیماری نے اور کمزور کر دیا تو بستر سے لگ گئے۔ سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔ بیماری نے جسم و جان کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ آپ کا وجود سراپا نور بن گیا۔ روحانیت کے سراپا نور نے بڑی جرأت کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا۔ بیماری نے آپ کو روحانی درجات کی بلندی پر فائز کر دیا۔ آخری چند دن استغراق کی کیفیت رہی کہ اس حالت میں آخرت کا راہی آخرت کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ شہر کے مرکزی قبرستان میں ابدی نیند سو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا راشد مدنی نے جنازہ پڑھایا۔ جو جامع مسجد میں ڈسٹرکٹ خطیب بھی ہیں۔ حق تعالیٰ مرحوم کی تربت کو اپنی رحمتوں سے سدابہار بنا دیں۔ آمین!

مولانا محمد ادریس چنیوٹی کا وصال

۲۲/اپریل۲۰۲۴ءکوحضرت مولانا محمد ادریس چنیوٹی وصال فرماگئے۔ **انا اللہ وانا الیہ راجعون!**

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم نے اپنے صاحبزادہ کا نام تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس صاحب کے نام پر محمد الیاس رکھا، جواس وقت آپ کے جانشین اور چنیوٹ کے ایم پی اے ہیں۔ دوسرے بیٹوں کا نام محمد ادریس، ثناءاللہ، بدرعالم رکھا اور یہ تینوں نام مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا بدرعالم میرٹھی کے ناموں پر اس لئے رکھے کہ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے دور میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے اس خطہ میں علم بردار تھے۔

مولانا چنیوٹی مرحوم کے صاحبزادہ مولانا ثناءاللہ چنیوٹی کا کئی برس پہلے انتقال ہوگیا۔اب مولانا محمد ادریس چنیوٹی کا بھی وصال ہوگیا۔مولانا محمد ادریس عالم فاضل تھے۔تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ اپنے والدگرامی مرحوم اور اپنے برادر مولانا محمد الیاس صاحب کے ایم پی اے ہونے کے دور میں ان کی عدم موجودگی میں تمام تر سیاسی امور نپٹاتے تھے اور لوگوں کے مسائل ضلع کچہری وتھانہ کے حل کرنے میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے تھے۔بہت ہی فاضل ومعاملہ فہم شخصیت تھے۔عرصہ سے شوگر کے مریض تھے۔اب کچھ عرصہ سے شوگر نے گردوں پر بھی شدید اثر کیا کہ گردے صرف ۱۰فیصد کام کرنے لگے۔اس ایمرجنسی صورت حال میں گردے واش کرانے کی تیاری ہورہی تھی کہ مرحوم آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔حق تعالیٰ مرحوم کی کامل بخشش فرمائیں۔ **آمین بحرمتک یا ارحم الراحمین!**

مولانا محمد عارف چنیوٹی کا وصال

جامعہ مسجد عائشہ مدرسہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بانی حضرت مولانا محمد عارف چنیوٹی ۲۸/اپریل ۲۰۲۴ءکو چنیوٹ میں انتقال فرماگئے۔آپ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور کے فاضل تھے۔۱۹۹۹ء میں دورہ حدیث کیا۔فراغت کے بعد سالہا سال اپنے مادرعلمی میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔عرصہ تک جامعہ مدنیہ کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔جامعہ مدنیہ لاہور میں وہ مخلصانہ خدمات سرانجام دیں کہ ان کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔جامعہ کے استاذالحدیث حضرت مولانا نعیم الدین کے منظور نظر شاگرد تھے۔ان کی اداؤں اور روایات کے امین ہوگئے۔اصلاح معاشرہ کے لئے ایک درجن کے لگ بھگ اسلام کی بنیادی تعلیمات پر مبنی کتابیں لکھیں جوعوام وخواص میں مقبول ہوئیں۔چنیوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہ تھے۔سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی حاضری کو اپنے اوپر لازمی کر رکھا تھا۔وفات کے روز

اچانک دل کی تکلیف ہوئی۔ایک قدم اٹھایا تو جہان دنیا سے جہان آخرت میں جا سانس لیا۔حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہم نے جنازہ پڑھایا۔مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے اساتذہ کرام نے جنازہ میں شرکت کی۔مولانا مرحوم نے ۵۳سال عمر پائی۔حق تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔

مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کا وصال

۳؍مئی ۲۰۲۴ء جمعہ کی شام رات عشاء کے بعد پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں انتقال فرماگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون!

آپ چک ۲۶۹ کلو یا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں یکم؍جنوری ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ابتدائی سکول کی تعلیم اپنے چک میں حاصل کی۔دینی تعلیم مختلف اداروں میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث دارالعلوم کبیر والہ سے کیا۔دورہ تفسیر حضرت شیخ التفسیر مولانا عبداللہ بہلوی سے پڑھا،جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا اور پھر دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں پڑھاتے رہے۔آپ کا بیعت وسلوک کا تعلق حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی،مولانا خواجہ خان محمد،مولانا علی المرتضیٰ ڈیرہ غازی خان،مولانا مفتی عبدالستار جامعہ خیرالمدارس ملتان،حضرت سید نفیس الحسینی شاہ نوراللہ مراقدہم سے تھا۔حضرت مولانا عبیداللہ انور نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔بڑے بڑے اہل علم واہل نظر نے دیکھا اور گواہی دی کہ آپ میں مولانا عبیداللہ انور کی نسبت ایسے طور پر منتقل ہوئی کہ عاجزی،انکساری،شفقت علی الناس،وضع قطع،چال ڈھال،کسب وانتقال فیض،محبوبیت،قبولیت عندالخواص والعوام میں بالکل حضرت مولانا عبیداللہ انور کا پرتو اپنے اندر لئے ہوئے تھے۔وہی برکات وہی فیض وہی ادائیں بالکل ہوبہو گویا کانہ ھو ہوگئے تھے۔

دارالعلوم پیپلز کالونی کی تدریس کے دوران جامعہ عبیدیہ کی بنیاد رکھی۔اپنے جامعہ کا نام رکھنے میں بھی اپنے مرشد مولانا عبیداللہ انور کے نام کی مناسبت کو سامنے رکھا۔جامعہ عبیدیہ نام تجویز کیا۔حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ اپنے دور کے نامور استاذ العلماء تھے۔درس نظامی کی تمام کتب بڑی شان کے ساتھ پڑھائیں اور سینکڑوں علماء ہزاروں شاگردوں نے آپ سے علم دین پڑھا۔شعبان المعظم،رمضان المکرّم میں مدارس کی چھٹیوں کے دوران حضرت مولانا احمد علی لاہوری،مولانا عبداللہ بہلوی کی طرز پر تفسیر قرآن پڑھاتے تھے۔مدارس عربیہ کے فضلاء،اساتذہ اور منتہی طلباء نے آپ سے دورہ تفسیر پڑھا۔حضرت لاہوری،حضرت بہلویؒ،حضرت درخواستی،مولانا غلام اللہ خان،مولانا سرفراز خان صفدر ایسے حضرات کے دورہ تفسیر کی کلاسوں کے خلاء کو مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کے دورہ تفسیر کی کلاس نے پر کیا۔

مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے جو مقام محبوبیت نصیب کیا وہ قابل رشک تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں خلق خدا کا آپ کی طرف رجوع ہوگیا۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، مولانا احمد خان بانی خانقاہ سراجیہ کے زمانہ میں خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری اپنے شیخ انور شاہ کشمیری کی یاد تازہ کرنے اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے ملنے کے لئے خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ مولانا خواجہ خان محمد صاحب ہری پور کے سفر پر تھے۔ حضرت بنوری نے خانقاہ سراجیہ سے ہری پور جانا تھا۔ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت بنوری نے معلوم کرایا تو پتہ چلا کہ ہری پور کے قریب قصبہ درویش میں مولانا قاضی شمس الدین کے ہاں خواجہ صاحب کا قیام ہے۔ صبح ملاقات کے لئے حضرت بنوری ایسے ٹائم تشریف لائے کہ ناشتہ لگ چکا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کے کئی مرید اور علماء اکھٹے تھے کہ حضرت بنوری کی تشریف آوری کا سنا۔ سب کھڑے ہوگئے استقبال کیا۔ حضرت خواجہ صاحب سراپا ادب جھکے جھکے تواضع وانکساری سے حضرت بنوری کو ملے۔ حضرت بنوری کی جوتیاں بھی اٹھائیں۔

جب سب حضرات بیٹھ گئے تو حضرت بنوریؒ نے خواجہ صاحب سے فرمایا: آپ سے دعا کے لئے اور آپ کی زیارت کے لئے خانقاہ شریف حاضر ہوا، پتہ چلا آپ ہری پور ہیں۔ میرا بھی ادھر کا سفر تھا تو آپ کی زیارت ودعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے سراپا مؤدب ہوکر عرض کیا کہ حضرت یہ سب آپ کا فیض ہے۔ میں کیا، میری زیارت کیا اور میری دعا کیا۔ میں تو آپ کا شاگرد ہوں، فلاں کتاب ڈھابیل میں آپ سے پڑھی تھی۔ حضرت بنوری نے تفصیلات پوچھیں اور فرمایا کچھ یاد آرہا ہے۔ مجلس جاری رہی۔ جب حضرت بنوری جانے لگے تو حضرت خواجہ صاحب نے بڑے اعزاز سے رخصت کیا۔ تانگہ میں بیٹھتے ہی حضرت بنوری نے اپنے خادم سے فرمایا کہ مولانا خواجہ خان محمد کے متعلق جو سنا تھا اس سے بھی ہزاروں گنا بڑا پایا۔ اس وقت مولانا خان محمد شیخ زمانہ ہیں، ہزاروں علماء، لاکھوں لوگ آپ کے مرید ہیں، اپنے مریدوں کے سامنے میرے شاگرد ہونے کا فخریہ اعلان کیا۔ اتنی تواضع سے لگتا ہے کہ ان کا اندر باہر ایک ہے۔ یہ شیخ وقت ہیں، ذرہ برابر ان میں ظاہر داری نہیں۔ سب حقیقت ہی حقیقت ہے۔

قارئین یہ تو ایک واقعہ عرض کیا۔ اب اس کا مقصد بھی عرض گزار ہوں۔ یحییٰ خان کے مارشل لاء کے زمانہ میں میرا ایک جمعہ کلو یا سید جاوید حسین شاہ صاحب کے گاؤں میں طے تھا۔ سید جاوید حسن ترمذی مدرسہ تعلیم القرآن کے مہتمم میرے داعی تھے۔ (پیر طریقت سید جاوید حسین شاہ کے علاہ دوسرے جاوید حسن ترمذی تھے) انہوں نے جمعہ سے قبل کہا کہ ہمارے گاؤں کا ایک فوجی افسر قادیانی آیا ہوا ہے۔ اس زمانے

میں سپیکروں پر پابندی نہ تھی۔ وہ قادیانی افسر ہے، مارشل لاء کا زمانہ ہے۔ آپ بیان میں ہاتھ ہولا رکھیں۔ فقیر نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ بیان کے وقت کیفیت یہ بنی کہ جو نہ کہنا تھا وہ بھی کہہ دیا۔ جمعہ کے بعد جاوید حسن ترمذی نے ایک نوجوان سائیکل سوار کے ساتھ مجھے گاؤں سے نہر کے راستہ مین روڈ پر بھیج دیا اس نے مجھے بس میں سوار کرادیا۔ میں فیصل آباد آگیا۔ اس کو سالہا سال بیت گئے۔ سید جاوید حسن ترمذی کا انتقال ہوگیا۔ چند سال قبل حضرت پیر طریقت سید جاوید حسین شاہ کی خدمت میں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر راقم باادب سراپا تادیب بنے سر جھکائے عقیدت ومحبت کے ساتھ ان کے قدموں میں بیٹھا تھا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے یحییٰ خان کے مارشل لاء کے زمانہ میں ہمارے گاؤں کلویا میں جمعہ پر قادیانیوں کے خلاف دھواں دھار تقریر کی تھی۔ نصف صدی سے قبل کا واقعہ آپ کو یاد ہے۔ فقیر نے عرض کیا۔ ہاں آپ کے فرمانے پر یاد آگیا۔ فرمایا جمعہ کے بعد سید جاوید حسن ترمذی نے ایک نوجوان سائیکل سوار کے ساتھ نہر کے کنارے کے راستہ سے مین روڈ پر بس سے آپ کو روانہ کیا۔ فقیر نے عرض کیا یاد ہے تو پیر طریقت سید جاوید حسین شاہ نے فرمایا کہ وہ سائیکل سوار میں تھا۔ ان دنوں آخری کتابیں پڑھتا تھا۔ چھٹی پر گھر تھا جاوید حسن ترمذی کے کہنے پر یہ سید جاوید حسین آپ کو سائیکل پر چھوڑ آیا تھا۔

برادران! دیکھئے حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب جیسے شخص پیر طریقت مخدوم العلماء، ہزاروں شاگرد، لاکھوں مریدین، ایک جامعہ کے بانی ومہتمم میرے جیسا سراپا بے عمل ان کے قدموں میں سر جھکائے بیٹھا ہے۔ ہے کوئی تواضع وکسرنفسی اور للہیت کی انتہاء! جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے مٹے ہوئے شخص تھے اور کس طرح ان کا ظاہر وباطن سراپا اجلی سیرت کا منبع تھا۔ یہ تھے سید جاوید حسین شاہ۔ آپ ہمیشہ بلا ناغہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر تشریف لاتے۔ ہمارے منتیں کرنے پر بھی نہ مانتے، ہمیشہ پبلک میں بیٹھ کر کانفرنس میں شرکت کرتے اور واپس چلے جاتے۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب کے امیر مرکزیہ بننے کے بعد ان کے حکم پر اسٹیج پر تشریف لاتے۔ لیکن بیان بالکل نہ کرتے۔ لگتا ہے کہ پوری کانفرنس میں اپنی شرکت کے دوران صرف دعاؤں میں مصروف رہتے۔ ایک بار آپ اپنے طلبہ کی بس بھر کر خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے اور اسباق کا آغاز و بسم اللہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب سے کرا لائے۔

آپ پچھلے کچھ عرصہ سے گردوں کے مریض ہوگئے تھے۔ علاج معالجہ جاری رہا، تبلیغی وخانقاہی سفر بھی جاری رہے۔ اب کچھ مہینوں سے بہت زیادہ علالت حاوی ہوگئی تو سفر بند کردیئے۔ بہت بہادر انسان تھے کہ بیماری کے باوجود جو اور جتنے خیر کے کام کرسکتے تھے آخری وقت تک جاری رکھے۔ کافی حضرات علماء کو خلافت سے سرفراز کیا جو آپ کے بعد تصوف کی دنیا کو شاد کام رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اور زیادہ

جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ وہ سراپا خیر تھے۔ سید تھے، سخی بھی تھے، وہ کیا گئے تاریخ کا ایک باب بند ہوگیا۔ شاہ صاحب آپ گئے لیکن ہمارے دلوں سے نہیں، آپ کی خدمات کو ایک زمانہ یاد رکھے گا۔ حق تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ سید مخدوم محمد زکریا شاہ سمیت تمام ورثاء کی پردہ غیب سے کفالت فرمائیں۔ آمین!

مولانا عبدالغفور حقانی کا وصال

۶؍مئی ۲۰۲۴ء عصر کے قریب کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں خطیب اہل سنت حضرت مولانا عبدالغفور حقانی وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا عبدالغفور حقانی کا آبائی علاقہ رحیم یارخان تھا، آپ کے والدگرامی کا تعلق زمیندار گھرانہ سے تھا۔ مولانا عبدالغفور حقانی نے دینی تعلیم کا آغاز رحیم یارخان سے کیا۔ دورہ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور سے کیا۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے شاگرد خصوصی تھے۔ اس زمانہ میں تنظیم اہل سنت والجماعت واحد جماعت تھی جو اہل سنت کے عقائد ونظریات کی محافظ اور حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ کے مقام ومنصب ان کے فضائل وکمالات کی اس خطہ میں نقیب تھی۔ مولانا عبدالغفور خوب شیریں بیان، رسیلی آواز، تقریر میں ترنم سے سماں قائم کرنے والے پرجوش خطیب ومقرر تھے۔ آپ تنظیم اہل سنت میں آشریک ہوئے، حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری، حضرت علامہ عبدالستار تونسوی، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا سید عبدالمجید ندیم رحمہم اللہ کی قیادت ورفاقت میں پورے ملک میں آپ کی خطابت نے اڑان بھرنا شروع کی۔ پھر یہ بھی وقت آیا کہ آپ ہر اہم سٹیج پر اہم جلسہ کے مقررین میں شامل ہوئے۔

حق گو بہادر خطیب تھے، سیاسی طور پر ہمیشہ جمعیت علماء اسلام کے مؤقف کے حامی رہے۔ بارہا حق بیانی وشعلہ نوائی کے باعث قید وبند کے مراحل بھی طے کئے۔ آگے چل کر نوجوان خطیب حضرات نے تنظیم اہل سنت کی بجائے مجلس حقوق اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ پھر حقوق اہل سنت کی کوکھ سے مجلس علماء اہل سنت نے میدان عمل میں قدم رکھا تو مولانا عبدالغفور حقانی اس تحرک وتبادلہ میں حقوق اہل سنت والجماعت کے مرکزی عہدہ داران کی صف میں براجمان رہے۔ جہاں بھی رہے ممتاز رہے۔ آپ کی شادی شجاع آباد کی خواجہ برادری میں ہوئی تو رحیم یارخان سے شجاع آباد آگئے۔ درجن بھر کے قریب حق تعالیٰ نے بنین وبنات سے جھولی کو بھر دیا۔ اہلیہ کا انتقال ہوا تو عقد ثانی ٹبی قیصرانی میں بلوچ فیملی کی خاتون سے کرلیا۔ شجاع آباد سے ٹبی آباد ہوگئے اور پھر وہیں پر وصال ہوا۔

آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور پورے ملک میں آپ کے چاہنے والے تھے۔ دل کے غنی تھے، دوستوں کی ضیافت ومہمانداری میں ان کا دسترخوان وسیع تھا۔ نظریاتی اور تحریکی خطیب تھے۔ حق بات کہنے میں اپنے پرائے کا امتیاز نہ کرنے کے روادار تھے۔ اس لئے بہت ساری شخصیات سے شکررنجی بھی پیدا ہو جاتی۔ کچھ عرصہ سے صحت نے گرنا شروع کیا۔ تاہم انہوں نے اپنی سرگرمیاں محدود ہی سہی لیکن جاری رکھیں۔ پھر کچھ عرصہ سے یہ سرگرمیاں بھی ماند پڑ گئیں۔ وقت اجل آیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور چل دیئے۔ پہلا جنازہ رات دس بجے ٹبی قیصرانی میں ہوا۔ نو بجے دوسرا جنازہ شجاع آباد میں ہوا اور وہیں کی دھرتی نے ان کو اپنے سینے میں سمو لیا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائیں۔ عمر ستر سال کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

آہ! مفتی محمد یوسف بھی چل بسے

مفتی محمد یوسف بن قاری اللہ داد ۱۰/اپریل ۲۰۲۴ء بروز بدھ عیدالفطر کی امامت کے بعد اپنے رب کے حضور چل دیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ نے ۱۹۷۲ء میں خادم العلماء جناب قاری اللہ داد صاحب کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے سایہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۹۸ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے دورہ حدیث شریف کے رفقاء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے موجودہ مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید محمد سلیمان یوسف بنوری بھی تھے۔ فراغت کے بعد جامعہ ہی سے تخصص فی الافتاء بھی کیا۔ اسی حصول علم کا شوق آپ کو جامع مجمع ابی النور دمشق ملک شام لے گیا جہاں سے آپ نے اسپیشلائزیشن کی سند بھی حاصل کی۔ آپ مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم محمود آباد نمبر۶ گلی نمبر۲ کراچی کے نائب مہتمم کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ جامع مسجد الرزاق گل بائی کراچی کے امام وخطیب بھی تھے۔ آپ نے ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو اکابرین کے شانہ بشانہ کھڑا کیا۔ اس مشن پر کام کرنے والے حضرات کی ہر پکار پر لبیک کہا۔

عیدالفطر کے دن خطبہ عید کے بعد مقتدیوں کو عید مبارک کے الفاظ کہنے کے ساتھ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ کا جنازہ، ۱۱/اپریل بروز جمعرات دوپہر ۲ بجے محمود آباد میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے والد بزرگوار جناب قاری اللہ داد صاحب نے پڑھائی اور جنازے میں کثیر تعداد میں دینی ومذہبی وسیاسی قیادت کے ساتھ ساتھ عوام الناس، محبین، متعلقین نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی کامل مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین! (مولانا محمد اویس کوئٹہ)

آہ! مولانا غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ جھنگ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا غلام حسینؒ کے والد محترم کا نام میاں پیارا، دادا کا نام فتح محمد تھا۔ آپ جھنگ کے علاقہ ماچھیوال میں ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے آبائی علاقہ سے ۱۹۶۴ء میں پرائمری پاس کیا۔ چک نمبر ۴۳۰ آوا میں مولانا قاری محمد امین سے حفظ کیا۔ تمام کتب موقوف علیہ تک جھنگ کے مفتی محمد ولی اللہ سے پڑھیں۔ جب کہ دورہ حدیث شریف ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ جہاں حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، حضرت مولانا عتیق الرحمٰن فیروزپوریؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت شیخ مولانا نذیر احمد (بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد) سے احادیث نبویہ کی فیوض وبرکات حاصل کیں۔

دورہ تفسیر قرآن مرشد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ اور حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ سے پڑھا۔ اصلاحی تعلق حضرت بہلویؒ اور آپ کے بعد حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی سے رہا۔ علوم نبویہ کی تحصیل کے بعد جامع مسجد حافظ سلطان والی پنڈی محلّہ میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ معاً بعد خیال آیا کیوں نہ فیصل آباد جو بڑا شہر ہے کو مرکز بنایا جائے اور مسجد تلاش بھی کرلی۔ مفکر ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کی خدمت میں آنا جانا تھا بتلایا کہ میں نے فیصل آباد میں رہائش رکھ لی ہے اور فلاں مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ مولانا نے فرمایا کہ جھنگ میں ختم نبوت کا کام کون کرے گا؟ نیز فرمایا کہ کل خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لارہے ہیں آپ آئیں۔ جب مولانا غلام حسینؒ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا تاج محمودؒ کی سفارش پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے ۱۹۸۲ء میں آپ کو ختم نبوت کا مبلغ مقرر فرمادیا۔ مولانا نے چالیس سال جھنگ میں بھرپور قادیانیوں اور گوہرشاہیوں کا تعاقب کیا اور انہیں عدالتوں سے سزائیں دلوائیں۔

گرمی ہو کہ سردی مولانا نے والہانہ کردار ادا کیا۔ یخ بستہ موسم میں بھی سائیکل پر صبح کی نماز کے بعد مختلف مساجد میں درس کے لئے تشریف لے جاتے۔ بعض مساجد میں ماہوار درس دیتے جس کا دن اور وقت متعین تھا۔ ہر بیان میں فرماتے کہ: ’’ختم نبوت کے تحفظ کا اتنا زیادہ کام کرو کہ حضور ﷺ فرمائیں کہ یہ میرے ہیں۔‘‘ آپ کی کابینہ میں محلّہ قاضیاں کی مسجد کے خطیب مولانا ظہور احمد سالکؒ، بچوں کے اسلام کے

ایڈیٹر حاجی اشتیاق احمدؒ، شیخ مقبول احمد ایک دو حضرات اور تھے جو آپ کی کابینہ اور شوریٰ کے افراد تھے۔ جب کوئی مسئلہ اٹھتا ان حضرات کو ساتھ لے کر خم ٹھونک کر میدان میں اترتے۔

ان کی عملی خوبیوں میں تہجد کا پابند ہونا بھی ہے۔ سفر ہو کہ حضر تہجد کی نماز ناغہ نہیں فرماتے تھے۔ کسی کمرہ میں کچھ احباب بھی آرام فرما ہوتے تو چپکے سے اٹھتے وضو کر کے اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔ احباب سے حکماً کام لیتے، ہم انہیں مزاحاً چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کہتے۔ ایک عرصہ تک جھنگ میں بغیر انتخاب کے محنت کرتے رہے۔ ساتھیوں کے اصرار پر عہدوں کی تشکیل کی۔ مولانا سید مصدوق حسین شاہ بخاری مدظلہ کا امیر اور حضرت مولانا محمد اقبال شیرانی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ مؤخر الذکر حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ بھی تھے۔ جس سال ہم نے چناب نگر کانفرنس کا آغاز کیا (۱۹۸۲ء) اسی سال مولانا غلام حسین جماعت میں آئے۔ آپ کی وساطت سے باورچی جھنگ سے آتے تھے اور اب بھی آتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور صحیح روٹی، سالن، چاول یہ ایک مشکل کام ہے۔ مولانا جب تک تندرست وتوانا رہے۔ یہ اہم کام انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے بعد آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے سینوں، مکانوں، دوکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمات طیبہ لکھ کر قانون کا منہ چڑانے کی کوشش کی تو مولانا نے ان کی خلاف قانون سرگرمیوں کا خوب نوٹس لیا اور ان کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۸سی کے کیس کئے اور قانون کے مطابق سزائیں دلوائیں۔ ریاض احمد گوہر شاہی مدعی مہدویت، مسیحیت کے پیروکاروں نے لٹریچر تقسیم کیا اور قانون کی خلاف ورزی کی۔ ان کے خلاف بھی قانون کو حرکت میں لائے اور انہیں سیشن کورٹ سے سزائیں دلوائیں۔ جن کی وہ اپیلیں در اپیلیں کئے ہوتے ہیں۔ غالباً اب بھی ان کی کوئی اپیل سپریم کورٹ میں چل رہی ہے۔

موصوف ہر سال جامع مسجد شیخ لاہوریؒ میں ختم نبوت کانفرنس کراتے رہے۔ اب بھی وہ کانفرنس غلہ منڈی کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ہوتی ہے۔ ان کی علالت کی وجہ سے مجلس نے ان کی جگہ پر مولانا محمد سلمان معاویہ کو مبلغ مقرر کیا، اب مولانا عبدالحکیم نعمانی حفظہ اللہ ان کی سیٹ سنبھالے ہوئے ہیں۔ مولانا غلام حسینؒ نے ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گزار دی۔ ان کے جھنگ کے مختلف مسالک کے علماء کرام اور مشائخ عظام کے ساتھ تعلقات تھے۔ بوقت ضرورت ان تعلقات کو ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری کے لئے استعمال کرتے۔

محاسبہ قادیانیت جلد۳۲ کا دیباچہ

مولانا اللہ وسایا

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ......محاسبہ قادیانیت جلد۳۲

۱	تحذیر الناس اور مناظرہ عجیبہ کے اقتباسات	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۱۵
۲	مرزائیت کے کفر پر فتویٰ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۹
۳	حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی کی تحفظ ختم نبوت کے میدان میں مساعی جمیلہ	حضرت مولانا احمد حسن امروہیؒ	۲۳
۴	وحی اور اس کی عظمت	حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ	۵۱
۵	ماہنامہ البرہان شاہ جہانپور	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ	۷۱
۶	فتاویٰ بر فتنۂ قادیانیت، قادیانیت کا کفر و زندقہ	،، ،، ،،	۲۷۷
۷	اقامة الطامة علیٰ زاعم بقاء النبوة الحقیقیة العامة	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۳۶۵
۸	قادیانیت کا کفر و ضلال در فتاویٰ	،، ،، ،،	۳۸۵
۹	قادیانیوں کو کھلی شکست	حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ	۳۹۳
۱۰	ایڈیٹر الفضل اور علماء دیوبند	،، ،، ،،	۳۹۷
۱۱	مرزائیوں کی خوش عقیدگی	،، ،، ،،	۴۰۱
۱۲	مرزائیوں کا بادعائے تعاقب فرار اور اشتہاری	،، ،، ،،	۴۰۵
۱۳	مسیلمۃ الہند (مرزا غلام احمد قادیانی)	،، ،، ،،	۴۵۱
۱۴	مرزائی عبارتوں سے توہین عیسیٰ علیہ السلام	حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ	۵۴۹
۱۵	انکار ختم نبوت و دعویٰ نبوت حقیقیہ	،، ،، ،،	۵۶۱
۱۶	مرزا محمود کے اقوال	،، ،، ،،	۵۶۹
۱۷	مرزا قادیانی اپنے معجزات کے مدعی ہیں، دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کے قائل...... ہیں	،، ،، ،،	۵۷۳
۱۸	دعویٰ نبوت تشریعی اور شریعت جدیدہ	،، ،، ،،	۵۷۷
۱۹	مرزا کا رسول اللہ سے مساوات اور فضیلت کا دعویٰ	،، ،، ،،	۵۸۱
۲۰	عقائد قادیانی جماعت	،، ،، ،،	۵۸۷
۲۱	جنازہ غیر احمدی	،، ،، ،،	۵۹۱
۲۲	عقائد بشیر قادیانی پسر مرزا	،، ،، ،،	۵۹۵
۲۳	لاہوری مرزائیوں کے عقائد	،، ،، ،،	۶۰۱
۲۴	عقائد قادیانی مرزائی ظہیر الدین اروپی	،، ،، ،،	۶۰۷
۲۵	نفخ صور و حشر اجساد بعث من القبور وزلزلة الساعة و دیگر احوال قیامت کا انکار	،، ،، ،،	۶۱۷
۲۶	مرزا کے نزدیک خدا جھوٹا ہے (معاذ اللہ)	،، ،، ،،	۶۲۱
۲۷	مرزا قادیانی کی تمہید اثبات صفات الٰہیہ	،، ،، ،،	۶۲۵
۲۸	مرزا کی شریعت جدیدہ کے احکام و عقائد	،، ،، ،،	۶۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ وکفٰی وسلام علٰی سیدالرسل وخاتم الانبیاء. امابعد!

قارئین کرام! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے محاسبہ قادیانیت جلد۳۲ پیش خدمت ہے۔ اس میں درج ذیل رسائل ہیں:

۱۳۲۳/۱...... ’’تحذیرالناس اور مناظرہ عجیبہ کا اقتباس‘‘ از: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

اس میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’تحذیرالناس‘‘ سے متعلق ’’مناظرۂ عجیبہ‘‘ سے صرف ایک اقتباس پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتابیں مارکیٹ میں متداول اور دستیاب ہیں۔ اس لئے مکمل کتابیں شامل نہیں کی جارہی ہیں۔ البتہ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اشتہار بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ تاکہ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات سے اجرائے نبوت کا مضمون کشید کرنے والوں کا معقول جواب ہوجائے۔

تحذیرالناس کی عبارت پر کچھ علمی شبہ کسی کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی پیدا ہوا تھا تو حضرت نے بقلم خود اس کی وضاحت فرمادی تھی کہ: ’’بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے، اس کو کافر سمجھتا ہوں۔‘‘ حضرت کی وضاحت تامہ کے بعد جن کو علمی شبہات تھے وہ رفع بھی ہوگئے تھے۔ کیونکہ متکلم کی اپنی مراد واضح کردینے کے بعد متعلقہ عبارت کو مشق سخن بنانے کا اب کسی کے لئے جواز ہی نہیں رہ جاتا ہے۔ لیکن راقم سطور کی اپنی تحقیق کے مطابق ایک بار پھر مرزائیوں نے حق وانصاف سے منہ پھیر کر اجرائے نبوت کا مفہوم کشید کر کے سب سے پہلے یہ بہتان مناظرۂ رام پور منعقدہ ۱۶تا۲۰؍جون ۱۹۰۹ء کے چھ ماہ بعد لگایا۔ چنانچہ مرزائی بہتان کا بھی معقول جواب بروقت دیا گیا اور کچھ دنوں بعد حضرت مولانا محمد طاہر صاحب ابن حضرت مولانا محمد احمد نے باضابطہ ایک وضاحتی اشتہار شائع فرمایا۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ علم وعقل سے کوسوں دور رہنے والے کچھ لوگ آج بھی اسی بہتان کو دہراتے پھرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے کج فطرت لوگوں کے لئے سوائے دعاء ہدایت کے اور کیا کیا جاسکتا ہے؟ اللہ انہیں ہدایت دے اور ان کی افتراء پردازی سے امت کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

۱۳۲۴/۲...... ’’مرزائیت کے کفر پر فتویٰ‘‘ از: امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

اکابر علماء میں حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زبردست طریقے پر قادیانیت کا تعاقب فرمایا۔ بالکل شروع میں جب تک حضرت کو قادیانیت کی تکفیر پر دلائل مکمل نہیں پہنچے تھے تو قدرے

توقف سے کام لیا۔ لیکن تکفیر کے مکمل دلائل ملتے ہی آپ نے مرزا قادیانی کے خلاف ایسا کفر کا فتویٰ دیا کہ وہ بلبلا اٹھا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح، سید الطائفہ حضرت امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف اور سلوک میں فیض یافتہ ہیں۔ آپ کے کچھ فتاویٰ بحوالہ ''قادیانیت ہماری نظر میں'' لئے گئے ہیں اور ایک فتویٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الخطاب الملیح'' سے لیا گیا ہے۔

۱۳۲۵/۳...... ''حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی کی تحفظ ختم نبوت کے میدان میں مساعی جمیلہ''

از: حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بعد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مناظرہ کی روئیداد شامل اشاعت کی جارہی ہے جو مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مرزا قادیانی کے حواری احسن امروہی سے ہوا تھا۔ مناظرے کی یہ روئیداد مستقل طور پر کہیں طبع نہیں ہوئی تھی۔ اس کو رامپور سے شائع ہونے والے ''دبدبۂ سکندری'' نامی رسالہ سے براہ راست لیا گیا ہے۔ رضا لائبیری رامپور سے اس کے حصول میں جناب مفتی ریاست علی صاحب قاسمی رامپوری مدظلہ مدرس مدرسہ جامع مسجد امروہہ اور جناب مولانا محمد اسلم صاحب قاسمی، مہتمم مدرسہ فیض العلوم رامپور (یوپی) کا تعاون حاصل رہا ہے۔ فجزاھم اللہ خیراً!

۱۳۲۶/۴...... ''وحی اور اس کی عظمت'' از: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

چوتھے نمبر پر حضرت نانوتویؒ کے دوسرے شاگرد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کا ایک مضمون ''وحی اور اس کی عظمت'' کو شامل اشاعت کیا گیا ہے جو ماہنامہ القاسم دارالعلوم دیوبند سے لیا گیا ہے۔ وحی کے معنی اور مفہوم کو سلیس اردو زبان میں جس لاجواب انداز میں سمجھایا گیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۱۳۲۷/ ۵...... ''ماہنامہ البرہان شاہ جہانپور'' از: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

قارئین کرام! فتنۂ قادیانیت کے پیدا ہونے کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں ماہنامہ ''البرہان شاہ جہانپور'' واحد ماہنامہ ہے جو خالص تحفظ ختم نبوت وردقادیانیت ہی کے لئے وجود میں آیا۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں ۸؍شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۰۳ء میں مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں اس کی بنیاد ہی صرف اور صرف اس لئے پڑی کہ مسلمانوں کے دین وایمان کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے قادیانی فتنہ سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔ قادیانی فتنہ کو منظر عام پر آئے ابھی کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے بلکہ عوام تو عوام، بہت سے خواص بھی ابھی فتنے کی خطرناکی کو بھانپنے میں پس وپیش میں تھے ایسے وقت میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ فراست ایمانی عطاء فرمائی کہ اس کے ذریعہ آپ نے اس نوزائیدہ فتنہ کی زہرناکی کو بھانپ لیا اور اس کے استیصال کے لئے بلا تاخیر زبان وقلم کے میدان میں اتر

پڑے۔ اس دور میں انگریزوں کی حکمرانی تھی اور ابلاغ وترسیل کے ذرائع میں اخبارات ورسائل کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ مرزا قادیانی نے بھی اخبارات ورسائل کو ہی اپنا حربہ بنا رکھا تھا۔ مرزا قادیانی کا سرپرست تو انگریز تھا اور اس کو انگریزی خزانے کے ساتھ حکومت وقت کی کھلے عام پوری پوری پشت پناہی حاصل تھی۔ لیکن حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میدان میں تنہاء اور بے سروسامان کھڑے تھے۔ ماہنامے کے اجراء میں ممبران ومعاونین کی اتنی بھی تعداد نہ تھی کہ جن کے تعاون سے ماہنامے کا کاغذ وروشنائی کے صرفے کی بھرپائی ہوتی۔ لیکن مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مردانہ وار عزم وہمت کے کوہ گراں بن کر تحفظ ختم نبوت کے میدان میں وہ تابناک تاریخ رقم کر گئے جس کی مثالیں کم اور بہت کم ملتی ہیں۔

بہرکیف! مسبب الاسباب اللہ نے جتنا چاہا اور جب تک چاہا، فتنۂ قادیانیت سے اپنے دین متین کی حفاظت کے لئے بطور سبب اس ماہنامے سے کام لیا اور بے شمار بندگان خدا کو اس کے ذریعہ ہدایت نصیب ہوئی، بہت سے مسلمان، مرزائیت سے تائب ہوئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اہل علم اور علماء کہ فتنۂ قادیانیت کے ردوتعاقب کے لئے علمی اور قلمی غذا فراہم ہوئی، سنجیدہ اور متین لب ولہجے میں مرزا قادیانی اور اس کے نوزائیدہ فتنۂ قادیانیت پر شکنجہ کسنے کا ایسا طرز وطریق فراہم ہوا جو قیام قیامت تک اپنی خوبی ومنفعت منواتا رہے گا۔

یہاں سنہرے حرفوں سے لکھی جانے والی یہ تاریخ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا قادیانی کی جن تصنیفات واشتہارات میں زیادہ قابل گرفت مواد ہے، وہ تمام کی تمام ۱۹۰۱ء کے بعد منظر عام پر آئی ہیں۔ اس سے قبل کی اس کی تصنیفات میں اگر کسی دعوے کا اقرار ہے تو اس سے انکار بھی ملے گا۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک اقرار وانکار دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کھل کر دعویٔ نبوت کے ساتھ ۱۹۰۱ء میں منظر عام پر آیا ہے۔ اب حضرت مفتی صاحب کی ذہنی وفکری رسائی کی داد دیجئے کہ قابل گرفت کتابیں منظر عام پر آنے سے پہلے ہی آپ نے مرزائیت کا کفر ونفاق اس طرح طشت ازبام کیا ہے کہ بعد کے زمانے کی مرزا قادیانی کی تصنیفات سے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تائید درتائید ہوتی چلی گئی ہے اور مرزا قادیانی پر گرفت کا انداز بھی نہایت سادہ وسلیس وسنجیدہ ہے جس کا جواب دینے سے آج بھی مرزائی قاصر ہیں۔

راقم سطور کو اپنے مطالعہ کے دوران جب اس متاع گراں قدر کی خبر لگی تو اپنے درمیان سے اس کو ایسا گم پایا کہ کوئی اس کی خبر دینے والا بھی نہ تھا۔ دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، کانپور، لکھنؤ، پٹنہ، حیدرآباد، کلکتہ، دہلی، ہریانہ اور خود شاہ جہانپور اور مقام اشاعت مدرسہ عین العلم شاہ جہانپور وغیرہ کہاں کہاں کی لائبریریوں کی خاک بندے نے نہ چھانی ہوگی۔ ۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۵ء تک مرکز التراث الاسلامی کے کارکنان جب بھی کسی چھوٹے بڑے کتب خانے میں داخل ہوتے تو اس ماہنامے کی تلاش ان کی اوّلین ترجیح ہوتی۔ فالحمدللہ

علیٰ حسن توفیقہ واحسانہ کہ جلد ا نمبر ا مطبوعہ ۸/شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ مطابق ۳۰/اکتوبر ۱۹۰۳ء کے پہلے شمارے سے لے کر جلد ۲ شمارہ نمبر ۷ تک اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ تلاش تو اب بھی جاری ہے اور ممکن ہے کہ چند شمارے اور کہیں دستیاب ہو جائیں، لیکن لگتا یہ ہے کہ اسی پر اختتام ہوگیا ہے۔ اس ماہنامے کو شمار اور عددی دنیا میں لمبی زندگی تو نہیں ملی، لیکن مختصر سی مدت میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو اس نے وہ صحت بخش غذا فراہم کی کہ جس سے تحریک کی زندگی مستحکم اور طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ خیر اب جس خوش نصیب کے مقدر میں اللہ نے اس میں اضافہ کرنا مقدر کیا ہوگا، مستقبل میں وہ اپنا کام کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ مجھ سے بہتر انداز میں کرے گا۔ البتہ بندۂ ناچیز کو جتنے شمارے دستیاب ہوگئے ہیں ان کو آگے بڑھا کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کو احتساب ترتیب جدید کی جلد ثانی میں شامل کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ مختلف عنوان سے ''البرہان'' میں مضامین قسط وار لکھے جاتے رہے ہیں۔ مضامین کی قسطوں کو یکجاء کر کے راقم سطور نے اس کے مرکزعنوان کے تحت ترتیب دے دیا ہے اور شماروں کی تفصیلات حاشیہ میں درج کر دی ہیں۔ تاکہ مضامین کے تسلسل میں قارئین کو خلل نہ محسوس ہو۔ البتہ جو مضامین وعنوانات غیر متعلق تھے، یا اس زمانے میں ان کو شائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں رہا۔ مثلاً اعلانات واشتہارات وغیرہ، ان کو شامل اشاعت نہیں کیا گیا ہے۔

۱۳۲۸/ ۶...... ''__فتاویٰ برفتنۂ قادیانیت، قادیانیت کا کفر وزندقہ__'' از: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت کے خلاف حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو فتاویٰ ہیں اس کے اصل جامع، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن واصف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اس پر تحقیق وتحشیہ کا نیا مفید کارنامہ جامعہ فاروقیہ کراچی نے انجام دیئے ہیں۔ راقم سطور نے خیال کیا کہ موضوع سے متعلق اخبار الجمعیۃ دہلی میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر ضروری کچھ مضامین بھی جو فقہی طرز وانداز لئے ہوئے ہیں، وہ بھی منظر عام پر لائے جائیں تاکہ موضوع سے متعلق یکجاء مواد قارئین کو حاصل ہو جائے۔ نیز نسلی قادیانیوں سے متعلق علمائے دارالعلوم دیوبند کا تازہ مؤقف بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تسامح سے کسی کو مغالطہ نہ ہو اور نہ قادیانی اس سے غلط فائدہ اٹھا سکیں اور اس کی تائید میں چند مشہور فقہی درسگاہوں کے فتاویٰ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

۱۳۲۹/ ۷...... ''__اقامۃ الطامۃ علیٰ زاعم بقاء النبوۃ الحقیقیۃ العامۃ__'' از: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح ایک تیسرا رسالہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ''اقامۃ الطامۃ'' ہے جو ''امداد الفتاویٰ جلد ۶'' میں طبع ہوا ہے۔ مرزائیوں نے شیخ محی الدین ابن عربی پر اجرائے نبوت کا الزام لگایا تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نے خاص اس مرزائی وسوسے کو سامنے رکھ کر نہایت مدلل اور مفصل انداز میں یہ رسالہ لکھا اور یہ اہمیت جتلا کر لکھا کہ چونکہ اس موضوع پر تاہنوز کوئی کافی وشافی جواب نہیں ہے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے یہ رسالہ لکھا جارہا ہے۔ راقم سطور نے مفید سمجھ کر ''احتساب کی ترتیب جدید'' میں شامل کر لیا ہے۔ رسالہ پر تاریخ طبع درج نہیں۔ البتہ ''تنزیہ الطربیٰ'' میں مندرج تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۱؍رمضان ۱۳۴۵ھ مطابق مارچ ۱۹۲۷ء کے بعد کا ہے۔ اس کے ساتھ میں جو فتاویٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جلد (امداد الفتاویٰ ج۶) میں مطبوعہ تھے، ان کو بھی اسی رسالے کے اخیر میں فتاویٰ کے عنوان سے تاریخ وار شامل کر لیا ہے۔

۱۳۳۰/ ۸...... ''قادیانیت کا کفر وضلال درفتاویٰ'' از: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اس کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مواد موضوع سے متعلق یکجا مل جائے تو اہل علم کے لئے بہت مفید ہوگا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تتبع وتلاش کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جتنی تحریریں مل جاتیں، ان سب کو یکجا یہاں جمع کر لیا جاتا۔ لیکن بعض معقول اعذار کے سبب راقم سطور سے ایسا نہ ہوسکا۔ امید ہے کہ بعد کے لوگ اس کمی کو ان شاء اللہ پورا کر لیں گے۔ کیونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً تمام ہی تحریریں آہستہ آہستہ منظر عام پر آچکی ہیں اور دستیاب بھی ہیں۔

بحمداللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان قیمتی جواہر پاروں کو نئی کتابت وتصحیح کے بعد جدید قالب میں زندگی دی اور کالم والے رسالے میں کالمی انداز ختم کر کے استفادہ کو نہایت آسان بنادیا ہے۔ راقم سطور نے ان کو اپنی ترتیب جدید میں شامل کرتے وقت مزید تصحیح وعلامات ترقیم کا اہتمام کیا ہے، لیکن متروک وقدیم رسم الخط کے سواء حضرت کی تعبیرات ولہجے کو من وعن باقی رکھا ہے۔ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بازار میں مطبوعہ تمام نسخوں میں اصح ترین نسخہ بنادیا ہے۔ نیز آیات قرآنی میں ''حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ترجمہ حاشیہ میں درج کیا ہے جو'' آسان بیان القرآن'' کے نام سے حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب نوراللہ مرقدہ کی تصحیح ونظر ثانی سے حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے۔ تسہیل نگار جناب مولانا عقیدت اللہ قاسمی صاحب ہیں۔ بعض ضروری مقامات پر فارسی کے یا احادیث مبارکہ کے ساتھ دیگر بعض تفسیری عبارات کے ترجمے بھی راقم سطور نے کر دیئے ہیں یا کسی کا ترجمہ ملا تو اس سے لے لیا ہے اور ان جگہوں پر حاشیہ میں نام سے ممتاز کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ ان دونوں رسائل میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے کوئی حاشیہ نہیں ہے۔ البتہ ''اقامۃ الطامۃ'' میں چند حواشی ہیں، جو حضرت ہی کے نام سے ہیں۔ ہاں! مرزائی عبارات کے حوالے مرزائی کتب کے ''روحانی خزائن'' نامی سیٹ سے لئے گئے ہیں جو مطبوعہ ۱۹۸۵ء چناب نگر (سابقہ ربوہ) ہے۔ اس میں قارئین یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ مرزائی عبارات میں قادیانی رسم الخط وعلامات ترقیم کا کافی

لحاظ رکھا گیا ہے، تاکہ کوئی مرزائی نسخ وتبدیلی کا الزام نہ عائد کرے۔ لہٰذا اس میں اگر کچھ سقم نظر آئے تو اس کی تصحیح کی کوشش نہ کی جائے تاکہ مرزا قادیانی کی سلطان القلمی کا بے سود و باطل دعویٰ واضح رہے۔

ان ساری کوششوں کے باوجود بھی راقم اثیم، ان رسائل کے قارئین سے عرضی گزار ہے کہ ان نئے کاموں میں کوئی خوبی تو نہیں، البتہ خرابی کا اندیشہ ضرور ہے، اگر کوئی فروگزاشت ہوگئی ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں تاکہ مستقبل میں اس کی تصحیح کرلی جائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسوں کی تحریروں اور کتابوں پر ہم جیسے طالب علم حاشیہ آرائی کریں۔ خاکم بدہن، اس کا اہل میں خود کو کبھی نہیں پاتا، یہ کام بڑوں کا ہے۔ لیکن احتساب میں شامل کرنا ضروری اور ایسی مجبوری تھی کہ یہ سب کچھ کرنا ہی پڑا۔ (حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری)

(یاد رہے کہ احتساب قادیانیت جلد۴ میں ہم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ۲ رسائل (۱) ''الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح'' (۲) ''قائد قادیان'' شائع کرچکے ہیں۔ محاسبہ قادیانیت کی جلد ۳۲ (جلد ہذا) میں ۲ رسائل ''اقامۃ الطامۃ علیٰ زاعم بقاء النبوۃ الحقیقۃ العامۃ'' (۲) ''قادیانیت کا کفر وضلال'' شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ یوں ردقادیانیت پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ۴ رسائل شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کرچکے)

۱۳۳۱/ ۹...... ''قادیانیوں کو کھلی شکست'' از: حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۲/ ۱۰...... ''ایڈیٹر الفضل اور علماء دیوبند'' از: حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۳/ ۱۱...... ''مرزائیوں کی خوش عقیدگی'' از: حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۴/ ۱۲...... ''مرزائیوں کا بادعائے تعاقب فرار اور اشتہاری'' از: حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۵/ ۱۳...... ''مسیلمۃ الہند (مرزا غلام احمد قادیانی)'' از: حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ

علماء دیوبند اور قادیانیوں کے درمیان مناظرے ومباہلے کی بابت قادیانی چیلنج دے کر خود راہ فرار اختیار کرگئے۔ اس موقع پر مندرجہ بالا پانچ اشتہار مضامین یا رسائل کی شکل میں حضرت مولانا اعزاز علی امروہی نے شائع کئے۔ زہے نصیب! کہ محاسبہ کی جلد ہذا ۳۲ میں وہ محفوظ کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

۱۳۳۶ تا ۱۳۵۰/ ۱۴ تا ۲۸...... ''مرزائی عبارتوں سے توہین عیسیٰ علیہ السلام'' از: حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف نے مرزائی عبارتوں سے:

(۱) توہین عیسیٰ علیہ السلام کا عنوان قائم کر کے مرزا کے حوالہ جات نقل کئے۔ لیکن اس میں پندرہ عنوانات کے تحت مزید حوالہ جات بھی نقل کر کے ان پر نقد قائم کیا، وہ دیگر عنوانات یہ ہیں۔

(۲) انکار ختم نبوت ودعویٰ نبوت حقیقیہ۔ (۳) مرزا محمود کے اقوال۔

(۴) مرزا قادیانی اپنے معجزات کے مدعی ہیں۔ دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کے قائل اور دوسرے

انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔ (۵) دعویٰ نبوت تشریعی اور شریعت جدیدہ۔

(۶) مرزا کا رسول اللہ سے مساوات اور فضیلت کا دعویٰ۔

(۷) عقائد قادیانی جماعت۔ (۸) جنازہ غیر احمدی۔

(۹) عقائد بشیر قادیانی پسر مرزا۔ (۱۰) لاہوری مرزائیوں کے عقائد۔

(۱۱) عقائد قادیانی مرزائی ظہیر الدین اروپی۔

(۱۲) نفخ صور وحشر اجساد بعث من القبور وزلزلۃ الساعۃ و دیگر احوال قیامت کا انکار۔

(۱۳) مرزا کے نزدیک خدا جھوٹا ہے۔(معاذ اللہ)

(۱۴) مرزا قادیانی کی تمہید اثبات صفات الٰہیہ۔ (۱۵) مرزا کی شریعت جدیدہ کے احکام وعقائد۔

ان پندرہ عنوانات کے تحت سینکڑوں حوالہ جات مصنف نے اس رسالہ میں جمع کر دیئے ہیں جو ملعون قادیان کے ہفوات کا انسائیکلوپیڈیا بن گیا۔

یاد رہے کہ احتساب قادیانیت جلد۱۰ میں مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کے ۱۷ رسائل، محاسبہ قادیانیت جلد۱۳ میں ۲ رسائل، محاسبہ ہذا میں ایک رسالہ (جو پندرہ عنوانات پر مشتمل ہے) یوں کل بیس رسائل حضرت چاندپوری کے ہم نے آج تک شائع کرنے کی سعادت حاصل ہے۔

محاسبہ قادیانیت جلد ہذا (بتیس) میں:

۵۷۶/۱......حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	اقتباس
۵۷۷/۲......حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۵۷۸/۳......حضرت مولانا احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۵۷۹/۴......حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	رسالہ
۵۸۰/ ۵......حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ	کے	۲	رسائل
۶...... حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۲	رسائل
۵۸۱/ ۷......حضرت مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۵	رسائل
۸...... حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ	کے	۱۵	مضامین
گویا کل ۸ حضرات	کے	۲۸	مضامین ورسائل

اس جلد میں جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

__نتیجہ__: اب تک احتساب قادیانیت ساٹھ جلدیں اور محاسبہ قادیانیت ۳۲ جلدیں کل ۹۲ جلدوں میں پانچ سو اکاسی (۵۸۱) مصنّفین کے قدیم ونایاب تیرہ سو پچاس (۱۳۵۰) کتب ورسائل شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔ الحمد للہ اوّلاً و آخراً!

قادیانیوں سے چند سوالات

قسط نمبر:13

مولانا عتیق الرحمٰن سیف

۵۱..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''آنحضرت ﷺ کے گیارہ لڑکے فوت ہوئے تھے۔''

(چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹)

مرزا قادیانی کے اس تاریخی جھوٹ پر قادیانی حضرات کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

۵۲..... مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم نے مسٹر جے ایم ڈوٹی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ دعویٰ دائر کیا۔ مرزا قادیانی نے ایک اقرار نامہ ڈپٹی کمشنر مذکور کی عدالت میں پیش کر کے اپنی جان چھڑائی۔ اس اقرار نامہ کا پہلا نمبر یہ ہے کہ''میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عذاب الٰہی ہوگا۔'' یہ اقرار نامہ ۱۸۹۹ء میں عدالت میں پیش کیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۰۰ء میں آپ اربعین شائع کرتے ہیں اس میں لکھتے ہیں:''اور ہر ایک پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔ یا کسی شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو۔'' (اربعین ص۱، خزائن ج۱۷ ص۳۴۳ حاشیہ)

اب سوال یہ ہے کہ کیا کبھی کوئی ایسا بزدل نبی بھی پیدا ہوا ہے جو الہام الٰہی یا پیش گوئی کو شائع کرنے سے صرف اس لئے پرہیز کرتا ہو کہ کہیں گورنمنٹ کے اغراض کے مخالف نہ ہو۔ رحمانی الہام کے متعلق مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ وہ مرد میدان بنا دیتا ہے:''جس پر نازل ہوتا ہے اس کو مرد میدان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا اس کو پھانسی دیا جائے یا ہر قسم کا دکھ جو دنیا میں ممکن ہے، پہنچایا جائے وہ نہیں کہے گا کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۰، خزائن ج۲۲ ص۱۴۳)

۵۳..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے:''میں دجال کو مسلمان بنا کر ساتھ لے کر حج کروں گا۔'' کیا ایسا ہوا؟

(ایام الصلح ص۱۶۹، خزائن ج۱۴ ص۴۱۷)

۵۴..... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھ سے خدا فرماتا ہے''انما امرک اذا اردت شیئا ان یقول له کن فیکون''یعنی اے مرزا جب تو کسی چیز کو موجود ہونے کا حکم دے گا تو فوراً ہو جائے گی۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) کیا ایسا دعویٰ کسی نبی نے کیا؟

۵۵..... مرزا قادیانی کا قول (اخبار بدر جون ۱۹۰۶ء ص۵) میں لکھا ہے:''مجھے مراق کی بیماری ہے۔'' مرزا قادیانی

کا خاص مرید حکیم نورالدین لکھتا ہے''اور مالیخولیا (دیوانگی) کی شاخ ہے۔'' دیکھو (بیاض نوردین حصہ اول ص۲۱۱)

اب سوال یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی دیوانہ نبی آیا ہے؟ کیا کبھی کسی نبی نے کہا ہے کہ میں دیوانہ ہوں؟ قرآن مجید:'' وماانت بنعمت ربك بمجنون ''اور تو (اے محمد ﷺ) اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے۔

۵۶..... اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر (۵۱) میں وحی کرنے کی تین اور صرف تین طریقے ارشاد فرمائے ہیں۔ آیت یہ ہے:'' وما کان لبشر ان یکلمه الله الّاوحیا اومن ورائی حجاب اویرسل رسوله فیوحی باذنه مایشآء انه علی حکیم '' کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے۔ اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغامبر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور اس کے حکم سے جو وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ وہ برتر اور حکیم ہے۔ یہ تین طریقے ہیں: (۱) اشارہ۔ (۲) پردے کے پیچھے سے فرمان۔ (۳) فرشتہ کے ذریعے سے وحی پہنچانا۔

مذکورہ بالا تین طریقوں کے علاوہ سارے قرآن مجید میں کسی چوتھے طریقہ کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں۔

اب آیئے مرزا قادیانی کی طرف۔ ان کی تصنیف شدہ کتابوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے۔ جن کے متعلق ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ وحی خداوندی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے قبل لاکھوں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ کیا ان پیغمبروں میں ایک بھی ایسا تھا جو مصنف بھی ہوگزرا ہو؟ ۸۰ تصنیفات تو الگ رہیں۔ اس نے ایک چھوٹا سا کتابچہ ہی تصنیف کیا ہو اور دعویٰ کیا ہو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ دعویٰ بہرحال مرزا قادیانی نے ضرور کیا ہے اور اس بارے میں قرآن حکیم کا واضح اعلان ہے۔

'' فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله یشتروا به ثمنا قلیلاً فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون (البقرة:۷۹) '' سوخرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں کے لکھے سے اور پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ لیویں اس پر تھوڑا سا مول۔ سوخرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کی اپنی کمائی سے۔

۵۷..... جب مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کے بارہ میں مرزا قادیانی کا خواب اپنی سال کی معیاد سے تجاوز کر گیا اور اس کے مقابل ایک اندھے کا خواب جس کا حوالہ عصائے موسیٰ میں بھی ہے کہ:'' عبداللہ آتھم سال کے اندر نہیں مرے گا'' مشتہر ہوکر حرف بحرف پوا ہوا تو مرزا قادیانی کی وحی والہام کو اس اندھے کی وحی پر ترجیح کا کیا حق رہا؟

مرزائی حضرات کس کو سچا کہیں گے مرزا قادیانی کو یا اندھے شخص کو؟

مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول

قسط نمبر:2 غلام الثقلین، ایڈیٹر اخبار عصر جدید

پس اپنی بچت کے لئے مرزا قادیانی نے عظمت انبیاء اور بنیاد دین میں ایسی سرنگ لگائی ہے اور بعض انبیاء واولیاء کی نسبت ایسی بدزبانی کی ہے جس کی وجہ سے وہ جرأت کے ساتھ اعمال ناشائستہ کرنے لگے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اس طرح پر چانے لگے کہ یہ سب منہاج نبوت ہے۔ جیسے وہ تھے ویسے ہی ہم ہیں یا ہم کو بھی مانو یا ان کو بھی مکار کہو۔(معاذ اللہ)

ایک بڑا مذہبی خطرہ

مرزا قادیانی نے جو دعویٰ اکثر انبیاء کے اوتار ہونے کا کیا ہے یا مستعار طور پر ابن اللہ وغیرہ کا بلکہ ابواللہ کا بھی کیا ہے۔ اس کو میں مذہبی خطرہ نہیں سمجھتا۔ کیونکہ دس پندرہ برس میں بعد ان کی وفات کے یہ باتیں سب مفقود ہو جائیں گی۔ سب سے بڑا صدمہ مرزا قادیانی کے مشن اور زیادہ تر ان کے مریدوں سے یہ پہنچا ہے کہ موجودہ نسل کے لامذہب اور ملحد گروہ کی انہوں نے نامعلوم طور پر سرپرستی کی ہے۔ جب یہ لوگ ایک شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ افعال۔(۱) خلاف عدالت۔(۲) خلاف اجتماع قومی۔(۳) خلاف کفایت شعاری۔(۴) خلاف سعی ومحنت یعنی برخلاف ہر چہار اصول اصلاح اور اصول دین کے کرتا ہے۔ مگر اپنے افعال کو نمونہ دوسرے انبیاء کا قرار دیتا ہے اور سوائے ایک کے کل انسانوں سے اپنے آپ کو افضل بتاتا ہے۔ مگر جب اس پر اعتراض ہوتا ہے تو اس ایک ہادی کو بھی مثل اپنے خاطئی وغلط فہم ظاہر کرتا ہے۔ جب یہ لوگ ایسا دیکھتے ہیں اور پھر ہزاروں آدمیوں کا اعتقاد اس کی طرف دیکھتے ہیں اور اخبارات وکتب ورسائل اس کی مدح سے مملو پاتے ہیں۔ تب یہ لوگ بغیر جانچ کے یہ سمجھنے لگتے ہیں۔ اجی پہلے زمانہ میں بھی ایسے ہی ڈھکوسلے اور کرایہ کے حواری اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔ جب اس تعلیم وتہذیب کے زمانہ میں ایک معمولی شخص نبی بن گیا تو اس وقت نبی بن جانا کیا مشکل تھا؟(نعوذ باللہ)

میں جو سچے دل سے سلسلہ انبیاء علیہم السلام کو جس کا ذکر قرآن میں سچا اور منزل من اللہ مانتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ غلط نمونہ نبی اور مرسل کا یہ تعلیم جس کی غرض ذاتی تعلّی اور جلب منفعت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایک دردانگیز صدمہ دینداروں کے لئے ہے۔ یہ شکر ہے کہ متواتر پیشین گوئیوں کے غلط ہو جانے سے اس دعوت جدید کی وقعت نہیں ہونے پائی۔ ورنہ جہلاء جو یہ نہیں جانتے کہ کامل انسان میں اور افضل ترین نمونہ انسانی میں کیا صفات ہونی چاہئیں۔ دین کو بھی اشتہاروں کے ذریعہ سے خرید لیتے۔ جس طرح وہ مہلک

امراض کی دواؤں کو اشتہاری طبیبوں سے لیتے ہیں۔ دراصل ان اناڑی طبیبوں اور اشتہاری نبیوں میں امور مشابہ فیہ بہت ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ صحت وزر کو لیتے ہیں اور یہ ایمان وزر کو۔

صیغہ اصلاح کے اصول کے لحاظ سے مرزا قادیانی پر نظر

میں نے لیکچر اصول اصلاح میں قومی ترقی کے لئے چار اصول قرآن شریف سے اخذ کئے تھے۔ اگر مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کا ظہور دیکھا جاتا تو ہم نہایت خوشی کے ساتھ جہاں ہم نے ان پر اعتراض کئے ہیں۔ وہاں عملی اخلاق کے لحاظ سے ان کی تعریف بھی کرتے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ تقدس کے لمبے چوڑے وعظوں اور دعاوی کے ساتھ قومی ترقی کے اصل معاملات سے مرزا قادیانی اور ان کے حواری بالکل بے پردہ ہیں۔

۱...... عدالت یا انصاف ایک لازمی شرط انسانی ترقی کی ہے اس کا یہ حال ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک بالغہ عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے (جس میں ان کو ناکامیابی ہوئی) اوّل تو خود اس لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی جو لازمی چیز ہر معاہدہ میں ہے۔ دوسرے جس لڑکے سے اس کا عقد ہوا اس کو موت کی دھمکی دی جو باوجود گزرنے مقررہ معیاد پوری نہیں ہوئی۔ تیسرے اپنی بیوی کو طلاق کی دھمکی دی اور اپنے ایک بیٹے کی زوجہ پر تشدد کیا کہ اس نکاح میں کوشش کرے اور اگر بیٹا زوجہ خود کو طلاق نہ دے تو بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی دی۔ ان کے ان پرائیویٹ خطوط کی نقول بلاتردید کے مولوی ثناء اللہ صاحب ”رسالہ الہامات مرزا“ میں چھاپ چکے ہیں۔

۲...... اتفاق قومی میں نبوت کے دعویٰ سے جو اختلاف پڑا اس سے میں قطع نظر کرتا ہوں۔ مگر مرزا قادیانی نے علاوہ اس کے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اوّل انہوں نے خود جہاد بالسیف سے انکار کیا۔ اپنی اور مولویوں کی مخالفت کی یہ وجہ بتائی کہ علماء جہاد کے اور خونی مہدی کے قائل ہیں۔ گویا ایک غیر مہذب اور غیر قوم گورنمنٹ کی نگاہ میں اپنے تئیں خیرخواہ اور عام مسلمانوں کو ایک خونی مذہب کا قائل اور بدخواہ سرکار کا ظاہر کیا۔ صرف یہ کوشش ظاہر کرتی ہے کہ مرزا قادیانی کوئی نیک نیت خیرخواہ مسلمانوں کے نہیں ہیں۔ دوسرے امام مہدی علیہ الرضوان کو خونی قرار دینا درپردہ جہاد نبوی کی ہتک اور تذلیل ہے۔ ان کا مقابلہ سرسید کی خیرخواہی سے کیا جائے۔ جس نے وہابیوں کو بچانے کے لئے اعلان کیا کہ میں خود وہابی ہوں۔ تب فرق معلوم ہوگا۔ دوسری دلیل اس بات کی کہ مرزا قادیانی اپنے ذرا سے آرام کو قوم اور انسانوں کی بہبود واتفاق پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ خاص مسلمانوں کی موت اور ہلاکت کی برابر پیشین گوئیاں کرتے رہے اور اس میں کسی قلبی تکلیف کی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ بقول خود خدا کی طرف سے مامور ہوچکے تھے۔ مگر ایک

مجسٹریٹ درجہ اوّل کے دھمکانے اور مچلکہ لینے پر صاف وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی نبی الہامات کی اشاعت ایک ادنیٰ مجسٹریٹ کے دھمکانے سے کیسے بند کرسکتا ہے؟ عوام الناس دھوکا نہ کھائیں کہ نبی یا ولی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے تن تنہا مصلوب ہونا اور حسین رضی اللہ عنہ نے تین دن کی بھوک و پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ اگر ایسی مثالیں نہ ہوں تو لوگ مذہب اور خدا سے منحرف ہوجائیں اور اگر ایسے لوگ نہ ہوں جو مرزا قادیانی کو مسیح علیہ السلام اور حسین رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں تو دنیا میں دین اور عقل کو کارگزاری اور ہدایت کی گنجائش نہ ملے۔ نبی اور مصلح کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ اکثر لوگ کم عقل ہوتے ہیں اور مکاروں کے جال میں پڑ جاتے ہیں۔

۳...... کفایت شعاری، ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو کچھ دولت یا قوت بندوں کو ملی ہے وہ خدا کی طرف سے امانت ہے۔ اس کو نہایت احتیاط سے صرف کرنا چاہئے۔ برخلاف اس کے اپنی دولت نہیں بلکہ چندہ کے روپیہ سے جو مسلمانوں کی گاڑھی کمائی سے آتا ہے۔ مرزا قادیانی اعلانیہ اسراف کرتے ہیں۔

ایک ظاہر ثبوت وہ عرضی ہے جو بعض نیک نفس غریب مریدوں نے مرزا قادیانی کے نام بھیج کر لکھا تھا کہ چندہ بے دردی سے خرچ ہوتا ہے۔ لنگر خانہ جو مسافروں کے لئے ہے اس میں آپ کے ذاتی ملازم (خانگی باغ کے) کھانا کھاتے ہیں۔ اس کا جواب الحکم میں مرزا قادیانی نے شائع کیا ہے کہ میں کوئی بنیا نہیں کہ حساب رکھوں۔ جس طرح میں چاہوں گا خرچ کروں گا۔ العجب! ہر شخص امانت کے روپے کے لئے بنیا ہوتا ہے۔ منہاج نبوت پر مرزا قادیانی اس قدر زور دیا کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے وہ قصہ نہیں پڑھا کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تھی۔ تین دن کی خوراک میں سے بچا کر چند روٹیاں تیار کیں تا کہ اپنی مفلسی کو ظاہر نہ کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی نسبت سے ان کے روزینہ میں کمی کردی۔ کیا ان کو خلیفہ دوم کی چادر کا قصہ نہیں معلوم؟ پھر ایک شخص کس جرأت سے کہتا ہے کہ میں بنیا نہیں۔ یہی فقرہ سمجھداروں کے لئے کافی ہے۔ ہم کو سخت افسوس اور حیرت ہے حکیم نورالدین قادیانی پر جو اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم نے ایک ایسا رسول اور ایک ایسا منہاج بنا کر اسلام پر یا مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ بڑے سے بڑا دشمن اسلام کو اس سے زیادہ سبک کیا کرسکتا ہے کہ ایسے شخص کو امین خاتم النّبیین محمد بن عبداللہ کا بروز بتائے؟

۴...... سعی ومحنت، ہمارا صیغہ گداگری اور سستی کا سخت مخالف ہے اور یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ محنت اور سعی سے گزر کریں۔ یہی تعلیم اسلامی ہے۔ گداگری اس لئے منع ہے کہ وہ انسان کو دوسرے پر بار کرتی ہے۔ کہنے کو گداگر کہتا ہے کہ مجھ کو دو تو دنیا اور دین میں آرام پاؤ گے۔ مگر چونکہ وہ اپنے نفس کے لئے مانگتا ہے۔ اس لئے برا کرتا ہے۔ ربوٰ کی حرمت کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ اس سے توکل جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ توکل تو جائیداد سکنی وزرعی

کافی ہو اس وقت بھی نہیں رہے گا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہر وقت محنت اور سعی جو انسانی ترقی کا لازمہ ہے۔ اس میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جائیداد و تجارت کے باقی رکھنے کے لئے بہت توجہ درکار ہے اس لئے سعی فرض ہے۔

مرزا قادیانی نے سب مولویوں اور پیروں اور فقیروں سے زیادہ دوسرے کی محنت سے گزر کرنے اور اپنی جائیداد بڑھانے کی مثال قائم کی ہے۔ ہم نے قرآن وحدیث وتوراۃ وانجیل میں تلاش کیا۔ مگر کہیں پتہ نہ ملا کہ کسی نبی یا امام برحق نے اپنی تعلیم کی وجہ سے اپنی مالی حالت درست کی ہو۔ برخلاف اس کے ہم مرزا قادیانی کا اشتہار کشتی نوح میں صفحہ ۶ پر دیکھتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے ہم پر اس قدر حقائق ان کی تعلیم کے ظاہر ہوتے ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے ایک بڑا مضمون درکار ہے۔ وہ اشتہار یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

''چونکہ آئندہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس کے بعض حصوں میں مرد مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق ورازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے۔ نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔'' والسلام علی من اتبع الھدی ''المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی'' (کشتی نوح ص۶،۷، خزائن ج۱۹ ص۸۶)

اس کے مفصلہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

۱...... مرزا قادیانی کا گھر کشتی نوح ہے اور طاعون سے محفوظ رہے گا۔

۲...... مرزا قادیانی کے جس قدر گھر قریب ہیں وہ بھی شامل ہو جائیں تو کشتی نوح بن جائیں گے۔

۳...... مرزا قادیانی کو مریدوں کی طرف سے کثیر ہائے زر مل جائیں تو وہ اس قاعدہ کے رو سے اپنے مکان کو وسیع کرتے کرتے ایک دنیا کو طاعون سے بچا سکتے۔ گویا طاعون اس لئے بھیجا گیا ہے کہ لوگ مرزا قادیانی کا مکان وسیع کر کے اس طاعون سے بچ جائیں اور چونکہ طاعون بقول ان کے ایک عذاب الٰہی ہے جو اس وجہ سے آیا ہے کہ لوگ ان کی نبوت اور مسیحیت سے انکار کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی نبوت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ان کے مکان اور جائیداد میں وسعت ہو۔ کیونکہ (۱) مسیحیت علت طاعون۔ (۲) طاعون علت توسیع مکان۔ (۳) توسیع مکان علت چندہ۔ پس مسیحیت کا مقصد تحصیل زر ہوا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے زیادہ

صریح گداگری کیا ہوگی؟ شاید یہ شبہ غلط ہو اس لئے میں صاف صاف طور پر بذریعہ اس مضمون کے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یوم دعویٰ الہام سے اب تک مرزا قادیانی نے اپنی یا لواحقین کی جائیداد بڑھائی یا نہیں اور جو جائیداد خریدی ہے وہ وقف ہے یا ذاتی۔ وقف نامہ رجسٹری شدہ ہے یا نہیں۔ اس کی نقل شائع کی جائے۔ اس معیار پر اگر مرزا قادیانی صحیح اترے (بشرطیکہ بے لاگ شخص تحقیق کریں) تو ہم بہ معذرت اس چوتھے اعتراض کو واپس لیں گے۔ ورنہ سب مسلمانوں سے کہیں گے کہ اصلاح تمدن چاہتے ہو تو ایسے مدعیوں سے بھاگو۔

خلاصہ: الغرض اس تمام غل وشور سے جو جدید مسیحیت کا پھیلا ہے نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بغیر کسی تمدنی فائدے کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ انبیاء کی ہتک ہوئی۔ مذاہب الہامی پر اعتراض کرنے کا ملحدین کو بہت اچھا بہانہ ہاتھ آیا۔ بہت سے لوگوں نے دین کے نام سے اچھی اچھی تنخواہیں وصول کرنا اور روپیہ پیدا کرنے کا شیوہ کر لیا۔ ایک شخص کی تعریف میں خدا اور رسول کی تعریف کو گرد کر دیا۔ کیونکہ خدا اور انبیاء اولوالعزم کی تعریف بھی ایسی نہ ہوئی ہوگی۔ بدنما تاویلات اور بدنام کن مقدمہ بازیاں ہوئیں۔ اگر یہ سب باتیں کسی تمدنی مفید نتیجے تک پہنچنے کے واسطے ہوتیں۔ تب بھی ایک تسلی تھی۔ مگر یہ سب اس لئے ہوا کہ چند آدمیوں کو ایک مشغلہ ناموری اور حیلہ، رزق درکار تھا۔ مگر کیا یہ تحریک محض بیکار ہے ہرگز نہیں؟ اس سے کم ازکم لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں میں زود اعتقادی بہت ہے اور اس کی اصلاح جب ہی ہوسکتی ہے۔ جب دین کے پختہ اصول پر وہ قائم ہوں۔ اس سے سمجھداروں کو اطمینان ہو گیا کہ استقلال کے ساتھ ہر کام میں خاصی کامیابی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ذاتی اور شخصی تحریک میں جب یہ رونق ہے تو قومی تحریک میں کیوں نہ ہوگی؟ بعض لوگ جو اس مذہبی تحریک کو (اپنی بدگمانی یا گہری فراست سے) زرکشی اور مذہب کی ہنسی اڑانے کا ایک ایسا جال سمجھتے ہیں جو چند شخصوں نے جن کے دل میں نہ خوف خدا ہے نہ یقین قیامت کھڑا کیا ہے۔ ان کو بھی اطمینان ہے کہ الٰہی قوت ضرور موجود ہے۔ جس نے اس تحریک میں کوئی بڑی کامیابی نہ ہونے دی۔ ہر سمجھدار آدمی کے تین چار اٹکل کی باتوں میں ایک آدھ صحیح ہو جاتی ہے۔ اس تحریک کے بانی یہ بھی نہ کر سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی لاٹھی بغیر آواز اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ آخر میں اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے مرزائی دوست اور معتقد اس مضمون کو پڑھ کر برافروختہ نہ ہوں۔ کیونکہ یہ ان کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر ان کو تکلیف پہنچے تو معاف کریں جس طرح وہ جراح کو معاف کرتے ہیں۔ جو زخم آلائش دور کرتا ہے۔ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آیا ایسا انسان افضل ترین عباد خدا، بعد رسول ﷺ عرب کے ہوسکتا ہے؟ وہ غور کریں کہ ہم نے کون سی غلط بات اس مضمون میں لکھی ہے اور پھر بھی اگر ان کو کوئی فائدہ اس مضمون سے نہ ہو تب بھی وہ اس کو نیک نیتی پر محمول کریں۔ فقط: غلام الثقلین۔

جاری ہے!!

قادیانیوں کی قانونی حیثیت

قسط نمبر:11　　جناب رفیق گوریجہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت توہین آمیز رویہ

☆...... مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ، پیو، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار۔ متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳،ص۲۱ تا۲۴)

☆...... ''ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کے لئے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔'' (نسیم دعوت ص۶۷،خزائن ج۱۹،ص۴۳۴، ۴۳۵)

☆...... ''آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷،خزائن ج۱۱،ص۲۹۱ حاشیہ)

☆...... ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (مقدمہ دافع البلاء، حاشیہ،خزائن ج۱۸،ص۲۲۰)

☆...... ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم،ص۵ حاشیہ،خزائن ج۱۱،ص۲۸۹)

اہل بیت کی شان میں گستاخی

☆...... ''اے قوم شیعہ! تو اس پر مت اصرار کرو کہ حسین (رضی اللہ عنہ) تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں

کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے جو اس حسین سے بڑھا ہوا ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸، ص۲۳۳)

☆...... ’’کہ میرے گریبان میں سو حسین (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین (رضی اللہ عنہ) کے برابر ہوں لیکن میں (مرزا بشیر الدین) کہتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر، اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین (رضی اللہ عنہ) کی قربانی کے برابر میری (مرزا کی) ہر گھڑی کی قربانی ہے۔‘‘

(خطبہ مرزا بشیر الدین مندرجہ الفضل ج۱۳، ش۸۰، مؤرخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں توہین آمیز گفتگو

☆...... ’’جیسا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹، ص۱۲۷)

☆...... ’’پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (رضی اللہ عنہ) کی تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ ج۱، ص۱۳۱، ج۲، ص۱۴۲)

☆...... ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔‘‘

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری ۲، ۳ فروری ۱۹۱۵ء، ص۵۷، احمدیہ انجمن اشاعت لاہور)

مندرجہ بالا اقتباسات، بلا تبصرہ، بلا تشریح و توجیح، ان کی اپنی زبان میں من وعن پیش کئے گئے ہیں تا کہ بالخصوص مسلمان، اور بالعموم عام لوگ، قادیانیوں کی اصلیت اور عقیدہ کو خود جان پہچان سکیں۔

مذکورہ بالا تمام تر عقائد قطعی طور غیر مسلمانہ اور کافرانہ ہیں اور ان کی کوئی حیثیت اسلام میں نہیں ہے، بلکہ ظلی بروزی قسم کی اصطلاحات ہندو مذہب سے اخذ کی گئی ہیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے آقاؤں کی خوشنودی اور ان کی خواہش کے عین مطابق کہا اور لکھا، اور اس کے عوض بے پناہ مفادات اور انعامات سمیٹے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

قادیانیوں کے مختلف ہتھکنڈے

آج کل ایک اور طرح سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ اس طرح سے کہ قادیانیوں کی طرف سے، بدنیتی سے کچھ موضوع تجویز کئے جاتے ہیں تا کہ ان پر بحث و تمحیص کے بعد قادیانیوں اور مسلمانوں کے مؤقف کو اکٹھا کر کے مناظرہ کے رنگ میں ان کا تقابلی جائزہ لیا جائے، یہ سب کچھ قطعی طور پر لاحاصل اور بے کار سعی کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ جب قادیانی خود، اپنی شرعی، قانونی، آئینی اور رائے عامہ کی طے کردہ حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے، اور کوئی انہیں مسلمان ماننے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں، تو

دیگر مذہبی موضوعات پر ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا معنی رکھتا ہے؟ ایسی کاوشیں غیر حقیقت پسندانہ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کے اندر گھس کر ان کے ایمان اور عقیدہ کے بارہ میں شکوک پیدا کرنے اور ان کے اعتقاد کو تباہ کرنے کا ذریعہ ہیں۔

ہاں اگر کبھی یہ سوال اٹھے کہ کسی خاص موضوع پر مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان کیا ہے، تو اس کا جواب سیدھا سادہ، بغیر کسی لگی، لپٹی کے، قطعی اور حتمی انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کر دینا چاہئے۔ اور اس پر کسی کو بحث و تمحیص کی اجازت نہیں دینی چاہئے، کیونکہ قرآن وحدیث سے بالا کوئی نہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں مذہب میں ایسا ہے، تو وہ اس مذہب والوں سے پوچھیں۔ ہم ان کے لئے یا کسی اور مذہب کے لئے جوابدہ نہیں ہیں۔

قادیانی اپنے مذہب کے بارہ میں مختلف موضوعات پر کیا رائے رکھتے ہیں مسلمانوں کو اس سے کچھ زیادہ غرض نہیں، ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ ایسے کرتے ہوئے نہ تو وہ خود کو مسلمان ظاہر کریں گے، اور نہ ہی قادیانی تصورات کو اسلامی فکر کے لبادہ میں پیش کریں گے۔ جب کہ مذہبی شناخت بے حد ضروری ہے، جیسا کہ

۱...... بچے کے کان میں اذان دینے والا۔ ۲...... قرآن کی تعلیم، قرآن پڑھانے والا۔

۳...... ایک دوسرے سے سماجی میل ملاپ، خاص طور پر گوشت کھانے میں احتیاط، بالخصوص یہ جاننا کہ جانور ذبح کرنے والا کون ہے؟

۴...... رسم نکاح اور اس سے جڑے دیگر معاملات۔ بالخصوص نکاح خواں اور فریقین نکاح کون ہیں؟

مذہبی شناخت کی اہمیت اور ضرورت

کسی بھی انسان کی پیدائش سے یہاں تک کہ اس کی واپس روانگی تک زندگی کے مختلف مراحل پر مذہبی شناخت کی ضرورت پڑتی ہے، کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں اس کے نتائج انتہائی منفی بلکہ بعض معاملات میں تباہ کن اثرات رکھتے ہیں۔ ایسے کچھ مراحل اور

۵...... امام کا مذہب کیا ہے؟ ۶......زکوٰۃ، بالخصوص تقسیم زکوٰۃ۔

۷...... ادائیگی حج اور عمرہ۔ ۸......قربانی دینے، کرنے والے اور قصائی کا مذہب کیا ہے؟

۹...... روزوں کی افطاریاں اور دیگر کھانے اور پینے والی چیزوں وغیرہ کے بارے میں احتیاط کہ اس میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو۔

کسی بھی مرحلہ پر، مشورہ اور احتیاط کو ضروری سمجھنا چاہئے، دینی معاملات میں شک اور بے یقینی کے ساتھ عمل کرنا مناسب اور درست نہیں۔ جو بھی عمل کیا جائے، کامل یقین کے ساتھ۔

کسی قادیانی کی اسلام میں واپسی، شمولیت کیسے؟

جہاں تک مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا تعلق ہے، اگروہ خود کو مسلمان کہلوانا چاہتے ہیں تو انہیں قادیانیت کے کفر سے باہر آنا ہوگا جس کے لئے یہ بات لازم اور ضروری ہے کہ وہ کلمہ شریف کو اپنے اصلی معنی اور مفہوم کے ساتھ قبول کریں اور اس بات کا اقرار کریں کہ اس (کلمہ شریف) اور قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی لفظ محمد اور احمد کا نام آیا ہے، اس سے مراد فقط حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے فرزند ارجمند خاتم النبیّین ہیں اور یہ الفاظ/ نام محض انہیں (ﷺ) سے منسوب ہیں اور اس میں کوئی دوسرا شخص شامل نہیں، اور یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت جھوٹی، وہ خود مرتد، کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اور یوں پھر سے اسلام قبول کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہوں اور اُمتِ مسلمہ کا حصہ بنیں۔

اس کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے، جہاں کہیں بھی، جب کبھی بھی، کوئی ایسی صورت حال درپیش ہو یا کسی بھی شخص کی دینی مذہبی حیثیت کا تعین کرنا مقصود ہو، تو علاوہ کسی اور دوسری شہادت کے، ایسا شخص اپنا حلف نامہ انہیں خطوط پر داخل کرے گا، جیسا کہ آئین میں تجویز کیا گیا ہے اور جس کی صراحت آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کے سب آرٹیکل (۳) کے ضمنات (اے) اور (بی) میں کی گئی ہے اور جس کا خاکہ اس کے شیڈول میں دیا گیا ہے۔

خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی

اگروہ اپنی موجودہ ڈگر پر ہی کاربند رہنا چاہتے ہیں، تو انہیں اپنی اقلیتی حیثیت میں رہنے کے لئے، ان تمام ضروریات کو پورا کرنا ہوگا، جن کی صراحت قرآن وحدیث میں موجود ہے، اور جن کا تقاضا آئین اور دیگر قوانین میں کیا گیا ہے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

غیرمسلم (ذمی) اور اسلامی ریاست

اسلام چونکہ مملکت پاکستان کا آئینی مذہب ہے، اس لئے اس مملکت کی حیثیت دارالاسلام کی ہے۔ لہٰذا اس کی حدود اور دائرہ اختیار میں رہنے والے تمام تر غیر مسلم افراد کی حیثیت ذمی کی ہے، ذمیوں کے حقوق اور فرائض کے بارہ میں کئی ایک احادیث مبارکہ میں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس بارہ میں مختصراً عرض ہے کہ ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہوگا۔ مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کے بھی ناحق قتل سے منع کیا گیا ہے اور جس شخص نے کسی ذمی کو قتل کیا اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ فرمان نبوی (ﷺ) ہے: ”جو کوئی کسی ذمی کو قتل کرے تو وہ شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال تک کے فاصلہ سے

محسوس ہوتی ہے۔‘‘ (ابن ماجہ)

اور ایک اور حدیث میں آں حضور ﷺ نے فرمایا:

من قتل نفسا معاهدة بغير حلها، حرم الله عليه الجنة أن يشم ريحه...... (النسائی)

’’جو کوئی ذمی کو قتل کرے بغیر اس کے خون کے حلال ہونے کے تو حرام فرمادے گا خداوند قدوس اس پر جنت اور اس کی خوشبو۔‘‘

ریاست کے ذمی افراد اور ان کے حقوق وفرائض کی جان کاری اور تحفظ، بمطابق اسلام، لوازمات وفرائض ریاست میں شامل سمجھا جائے گا۔ ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہوگا۔ جاں لیں کہ خلافت راشدہ میں ذمیوں کے معاملات کو کیسے دکھایا گیا۔ اس کے لئے ایک امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور مشترکہ طور پر حکومت وقت معاہدات کرسکتی ہے۔ قرآنی تعلیمات اور اسوۂ نبی کریم ﷺ یہ بات طے شدہ ہے کہ اسلامی ریاست میں انہیں مذہبی آزادی، زمیں جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت دی گئی ہے۔

ایک بنیادی نکتہ جس پر ماضی کی اسلامی ریاستیں عمل کرتی رہی ہیں وہ یہ تھا کہ جو قوم جس رواداری کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے، مسلمان بھی اس سے اسی طرح پیش آئیں۔

بہت سے اور امور بھی حکومت کی توجہ کے لائق ہیں۔ جیسا کہ اگر ذمی از خود فوجی خدمت بجالاتا ہے یا طلب کئے جانے پر ایسی خدمت بجالاتا ہے یا انکار کردیتا ہے۔

اگر ذمی بعدازاں مسلمان ہوجائے تو اس کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی، اور اس کے بچوں کی تربیت کس کے مذہب اور نگرانی میں ہوگی۔ ایسے ہی لوگوں میں سے جنہیں زندیق کہا جاتا ہے ان کے ساتھ بھی اسلامی اور قانونی ضابطوں کے مطابق عمل کرنا بھی اسلامی ریاست کے مطابق ضروری ہے۔

قادیانیت نے جب جنم لیا تو اس وقت برصغیر پاک و ہند دارالسلام نہیں تھا۔ اس لئے اس وقت کے تقاضے مختلف تھے۔ پاکستان اپنے وجود کے ظہور سے ہی دارالسلام ہے کیونکہ اس کا قیام ہی مذہب اسلام کے نام پر عمل میں آیا ہے۔ جو حضرات اس موضوع کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس موضوع پر دیگر کتب سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس مضمون کے حوالہ سے جس قدر ضروری سمجھا اسے ذکر کردیا ہے۔

گستاخان اللہ اور رسول مقبول ﷺ اپنے وطن کے مسلمان اور غیرمسلم شہریوں غیراسلامی ملک کے مسلمان اور غیرمسلم شہریوں، مختلف حالات اور مختلف اوقات اور مختلف ممالکِ اسلامیہ وغیراسلامیہ میں الگ الگ طور پر متعلقہ قوانین کی روشنی میں دیکھا جانا ضروری ہے۔ جاری ہے!!

واہ نومسلم بوڑھی اماں تیرے قابل رشک نصیب!

مولانا مسعود خوشابی

اے بوڑھی اماں واہ تیرے نصیب! منڈی بہاؤالدین میں بھی ایک ایسی خوش نصیب بوڑھی اماں جس کی عمر کے بانوے سال کفر یعنی قادیانیت میں گزرے، لیکن جب ابر کرم برسا اور مقدر کا ستارہ چمکا۔ ایک دجال کے دامن کو چھوڑ کر سچوں کے سچے نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کے دامن سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہوگیا۔ ہمارے مخدوم خطیب شہر مولانا عبدالماجد شہیدی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ جیسے ہی اس خوش نصیب خاتون کے انتقال کی خبر ملی تو فوری طور پر تشویش لاحق ہوئی کہ نومسلمہ مرحومہ کے ایک بیٹے نومسلم بھائی مقصود باجوہ صاحب کے علاوہ باقی تمام اولاد قادیانی ہے اور مرحومہ کا انتقال بھی قادیانی بیٹے کے ہاں ہوا۔ اس پر مولانا شہیدی صاحب نے مرحومہ کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے علاوہ نمازِ جنازہ کے بارے میں آگاہ کر کے تشویش دور کردی۔ اب مسئلہ یہ درپیش تھا کہ مرحومہ کے عزیز واقارب میں مسلمان نہ ہونے کے برابر تھے۔ نومسلمہ کی نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ شرکت کے حوالے سے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی سے رابطہ کیا، جس پر مبلغ صاحب نے عالمی مجلس کے احباب کو فون کرنا شروع کردیا اور بذاتِ خود ہنگامی طور پر شوگرمل قادیانی کالونی پہنچ گئے۔ اس کے بعد برادر حاجی اطہر بن یامین اور حافظ رانا عبداللہ بھی پہنچ گئے۔ جس پر بھائی مقصود باجوہ بہت خوش ہوئے اور انہیں بھرپور حوصلہ ملا۔ کیونکہ ان کے قادیانی بھائی کے گھر کثیر تعداد میں قادیانی جمع ہونا شروع ہوگئے تھے۔ مولانا عبدالماجد شہیدی بھی لحہ بہ لحہ حوصلہ دینے میں مصروف جبکہ ان کی اہلیہ محترمہ نومسلمہ مرحومہ کے غسل میں شریک ہوکر مرحومہ سے وفاداری کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

مولانا محمد قاسم سیوطی کے علاوہ امیر عالمی مجلس قاری عبدالواحد ودیگر حضرات نے نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے بھرپور دعوتی مہم چلائی جس کے نتیجے میں ضلع بھر میں عشاق ختم نبوت نے ترجیحی بنیادوں پر شرکت کی۔ موسم کی شدت بھی ان کا جذبہ سرد نہیں کرسکی۔ جن احباب نے شرکت کی اور اپنی اسلامی بوڑھی ماں کو ایسے شاندار انداز میں ضلع منڈی بہاؤالدین کے عشاق ختم نبوت نے رخصت کیا کہ آسمان کے فرشتے بھی جھوم اٹھے۔ جن احباب نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی ہے ان کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا گیا۔ بچانوے سالہ بوڑھی اماں کے نصیب پر رشک کر رہا ہوں جس کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں ان لوگوں نے شرکت کی جن کے روز وشب قرآن وسنت کی تعلیم میں گزرتے ہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتب کا آنا ضروری ہے: تبصرہ نگار: مولانا عتیق الرحمٰن سیف

تبلیغی واصلاحی خطبات: ترتیب وتدوین: جناب پروفیسر حافظ عبدالشکور: صفحات: ج۱: ۵۱۲، ج۲: ۴۴۸، ج۳: ۶۵۶، ج۴: ۵۲۸، ج۵: ۴۱۶، ج۶: ۵۱۲، ج۷: ۵۱۰، ج۸: ۵۲۸، ج۹: ۴۹۶، ج۱۰: ۴۶۴، ج۱۱: ۴۹۶، ج۱۲: ۴۲۲۔ مکمل سیٹ کے صفحات ج۱تا۱۲: ۵۹۸۸: قیمت: مکمل سیٹ: ۲۵۰۰ پچیس سوروپے: رابطہ: 03335902274: ملنے کا پتہ: عارف برادرز سینٹری سٹور تلہ گنگ روڈ سبزی منڈی چکوال محمد عارف: 03335346389: محمد امین احسن: 03468563432!!

جناب پروفیسر عبدالشکور صاحب اوّلاً فوج میں کوہاٹ بیس پر نگران وانچارج خطباء مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں انسٹرکٹر علوم اسلامیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں ڈگری کالج چکوال میں علوم اسلامیہ کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ اس دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب سے مکمل دورہ تفسیر پڑھا۔ حضرت مولانا عبدالحیٔ عارفی سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔ ان سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت کی رحلت کے بعد شیخ الحدیث صوفی محمد سرور صاحب سے تعلق قائم کیا اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔

محترم پروفیسر صاحب اس پورے دور ملازمت میں فوج اور سول تعلیمی اداروں میں جہاں بھی رہے۔ خطبات جمعہ سے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ فوج میں خطیب ہی نہیں خطیب گر رہے۔ کالجز میں صبح حاضری کے وقت مختلف عنوانات پر یومیہ آپ خطاب فرماتے۔ فوج یا ہمارے تعلیمی اداروں میں بیانات کے لئے خاص تیاری کے بعد عموماً تحریری مختصر مقالہ لکھا یا پڑھنا ہوتا ہے۔ وہاں کے ماحول کے اعتبار سے مختصر مگر جامع دلائل وبراہین سے نپی تلی گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ دوسو سے زائد خطبات پر مشتمل دین اسلام کے موضوعات، اعتقادات، عبادات، معیشت ومعاشرت، دنیا وآخرت کے متعلق کوئی ایسا عنوان نہیں جس کو اس کتاب میں مندرج ومبرہن نہ کیا گیا ہو۔ کہنے کی بات رہی نہیں، نہ کہنے کی شامل نہیں۔ اہل اسلام اپنی معاشرت کو اسلامی بنانے کے لئے، اہل علم اپنی معلومات کے لئے اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ کمپوزنگ، کاغذ، جلد بہت مناسب ہیں۔ قیمت تو بہت ہی مناسب ہے۔ آپ محسوس کریں کہ ایک اہل دل مبلغ ومصلح نے یہ کتاب کاروباری نقطہ نظر سے نہیں بلکہ تبلیغی فکر سے شائع کی ہے۔ چھ ہزار صفحات کی کتاب کی قیمت پچیس صد روپے۔ گویا تبلیغ مقصود ہے دنیا کمانا مقصود نہیں۔ پڑھیں کہ پڑھنے کی چیز ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس کسووانہ احمد پور سیال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ چک نمبرایل ۶/۳، ۵ کسوآنہ احمد پور سیال ضلع جھنگ کے زیراہتمام ۳ر مارچ بروز اتوار ۲۰۲۴ء کو ۲۳ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مہر محمد حامد سیال کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، مناظر ختم نبوت حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا قاری محمد رمضان شیخوپورہ، مولانا محمد علی شورکوٹ سمیت متعدد مقررین نے شرکت وخطاب کیا۔ احمد پور سیال، بنگلہ جوانہ گڑھ مہاراجہ، بنگلہ یاسمین اور قرب وجوار سے عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ مقررین نے توحید وختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے اسلام دشمن عقائد پر سیر حاصل بیانات فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس جابہ وادی سون

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد ختم نبوت جابہ وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں مورخہ ۲۱ر اپریل ۲۰۲۴ء کو بعد نماز ظہر عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے کی۔ تلاوت قاری عبدالقیوم نے جبکہ ہدیہ نعت جناب شعیب عباس نے پیش کیا۔ کانفرنس سے حضرت مولانا مفتی محمد حسن امیر عالمی مجلس لاہور، مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا قاضی شفیق الرحمٰن رحیم یار خان، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ خوشاب، مولانا نور محمد آصف ٹمن کے خطابات ہوئے۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد نواز نے سرانجام دیئے۔ قاری فضل محمود کاشف نے کانفرنس کی قراردادیں پیش کیں۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا عبیدالرحمٰن انور تلہ گنگ مولانا محمد اسماعیل جابہ وکارکنان ختم نبوت نے بھرپور کوشش کی۔ کانفرنس میں علاقہ بھر سے علماء کرام معزز حضرات نے شرکت کی، مولانا پیر خبیب احمد، مولانا لیاقت عثمان صدیق آباد، مفتی طیب نوشہرہ، مولانا عطاء اللہ وادی سون، مفتی ظہیر احمد ظہیر، مولانا احمد خان، مولانا جاوید کھوڑہ، مولانا ادریس، مولانا اسماعیل مردوال، مولانا بلال احسن انگہ، مولانا جمشید ناڑی، حاجی فاروق کورڈھی، مولانا

اشفاق کھبکی، خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ، قاری محمد شریف، مولانا انعام اللہ اچھالہ نلی تلہ گنگ سمیت گردونواح سے کثیر تعداد میں شرکاء نے شرکت کی۔

ختم نبوت پروگرام ہیلاں تحصیل پھالیہ

۲۴/اپریل۲۰۲۴ء بروز بدھ جامع مسجد ختم نبوت ہیلاں تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ختم نبوت پروگرام کا انعقاد ہوا۔ جس کی صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاری عبدالواحد اور نگرانی مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی نے کی۔ تلاوت قاری عبدالرؤف مہدی اور نعتیہ کلام پیر حافظ عبدالباسط حسانی نے پیش کیا۔ پروگرام میں مفتی محمد یونس اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی کے خطابات کے علاوہ خصوصی خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر مولانا اکرام الحق کا ہوا۔ انہوں نے شرکاء سے ختم نبوت کے کام کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سٹیج سے کرنے کا عہد لیا، جس پر شرکاء نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے اپنے عزم کا اظہار کیا، پروگرام میں تحصیل پھالیہ کے علاوہ ضلع بھر سے علماء، ائمہ وخطباء سمیت تمام طبقات نے بھرپور شرکت کی۔ منڈی شہر کی تاجر برادری کی شرکت بھی نمایاں تھی۔ پروگرام کے آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہیلاں یونٹ کی تشکیل کی گئی جس کے امیر بھائی بلال، ناظم عمومی امیر معاویہ جبکہ سرپرست قاری عبدالرؤف مہدی کو مقرر کیا اور ان تینوں احباب کی دستاربندی بھی کی گئی۔ پروگرام کا اختتام امیر عالمی مجلس قاری عبدالواحد کی دعا پر ہوا۔

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس قائدآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳مئی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ۱۱/ایم بی قائدآباد ضلع خوشاب میں عظیم الشان سیرت خاتم الانبیاء ﷺ کانفرنس مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی صدارت اور مولانا حبیب اللہ مقامی امیر ومولانا محمد ساجد مبلغ ضلع خوشاب کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔ تلاوت مولانا عثمان فاروقی نے کی جبکہ جناب جاوید راز گنجیال، قاری محمد وقار یونس حسانی اور حافظ ابوہریرہ راہنما بزم حسان سرگودھا نے کلام پیش کیا۔

ترجمان ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مرکزی ناظم نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، مولانا محمد یوسف شیخوپوری کے خطابات ہوئے۔ نقابت کے فرائض مولانا تنویر احمد امیر قائدآباد نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں علاقہ بھر سے علماء کرام، ٹیچر حضرات، ڈاکٹر، تاجر برادری اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	700
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دوجلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

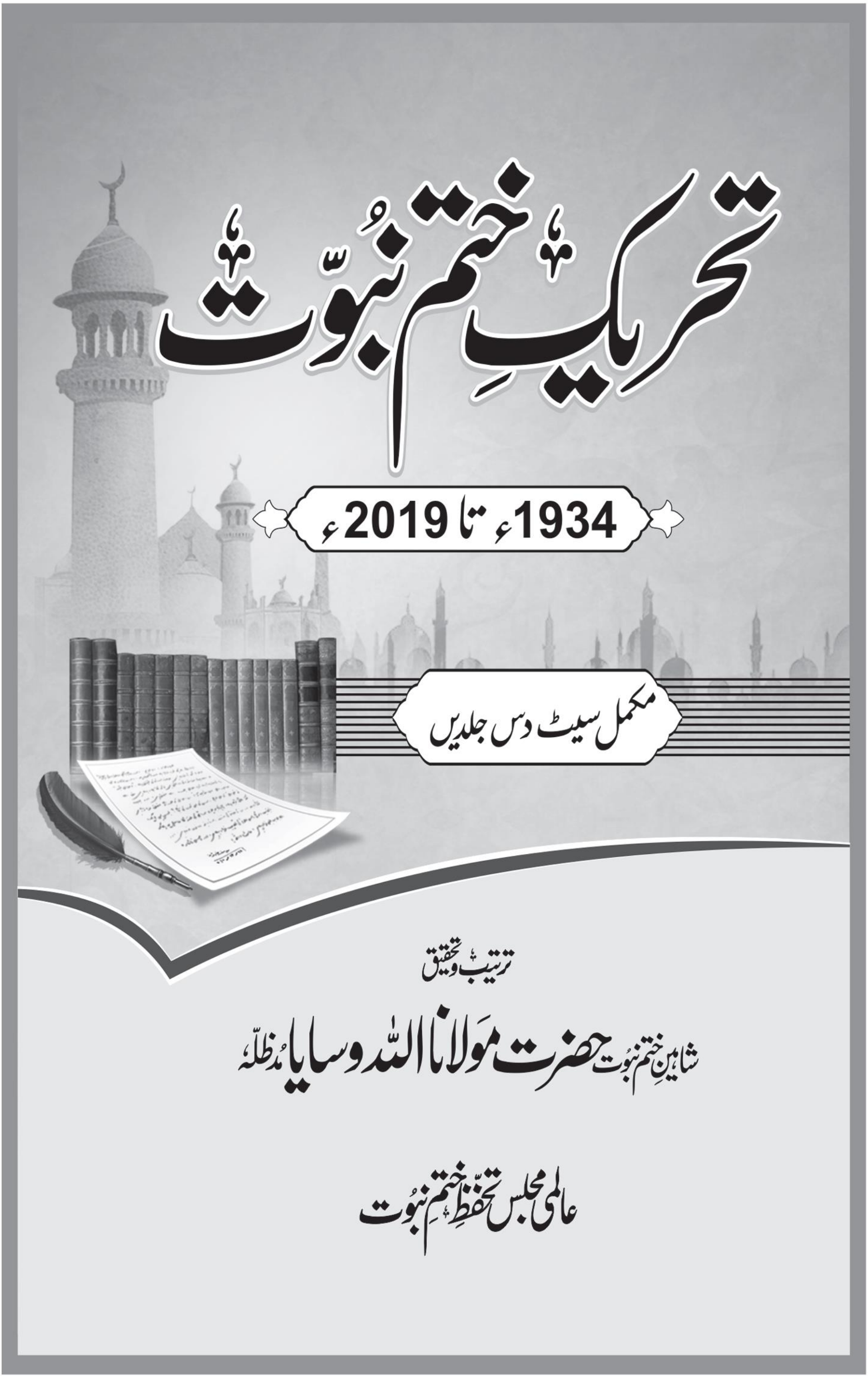
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب و تحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو
متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر

7 ستمبر 2024

بروز ہفتہ عصر
بعد از آغاز

بمقام مینارِ پاکستان لاہور

عالمِ اسلام کو گولڈن جوبلی مبارک

ختمِ نبوت کانفرنس

تاریخی
فقید المثال
عظیم الشان

علماء کرام مشائخ
قائدین ۰ دانشور اور
قانون دان خطاب فرمائیں گے

زیر صدارت

حافظ ۔ پیر طریقت رہبر شریعت ۔ ولی کامل
حضرۃ مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ۔ نقشبندی مجددی

قائد ملت اسلامیہ ۔ قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام صاحب

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

0300-4304277
0300-4275569
0321-9448442

قیمت فی شمارہ -/30 روپے ۔ قیمت سالانہ -/360 روپے